باسمہٖ تعالیٰ

فقولا لہٗ قولا لینا لعلہٗ یتذکر او یخشیٰ ط

دیں آفریں تقریریں

ادارہ فیضانِ حضرت گنگوہی رح

مؤلّف

محمد شہادت حسین شاہد جہاں آبادی

ناشر

کتب خانہ نعیمیہ دیوبند ۲۴۷۵۵۴

Scanned by CamScanner

ادارہ فیضانِ حضرت گنگوہی رح

سن اشاعت ۱۴۱۷ھ

نام کتاب .... دین آفریں تقریریں

مؤلف .... محمد شہادت حسین شاہد جہاں آبادی

طابع .... کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

ناشر .... ״ ״ ״

صفحات ۶۴

عنوانات

کتاب مقدس کی حفاظت اور اس کی عظمت شان !

تربیت روحِ ثقلین !

ظہور ہی ظہور یعنی بے پردگی !

حسد ایک ناسور !

ہم اپنے معاشرہ کا جائزہ لیں !

الوداعیہ !

Scanned by CamScanner

انتساب

اپنے علمی محسن، مصلح مربی، مخلص ومشفق استاذ جناب حافظ وقاری شعیب احمد صاحب مدظلہ کے نام جنکی خصوصی محنتوں اور قیمتی نصیحتوں نے میرے دل میں کامیابی اور علمی آراستگی کا محبوب تصور پیدا کیا ہے۔ اور اب تک انکی توجہات کا عکسِ جمیل فیض نشان بنکر رہے!

سایۂ رافت ورحمت، عاطفت ومحبت اور پُرشفقت آنچل میں پالنے والی پیاری ماں کے نام ـــــ جنکی گود کی تمنا اور اب تک کی شفقتوں کی ترجمانی میرے بنائے ہوئے جملے اور الفاظ نہیں کر سکتے۔

پالنہار دونوں کا سایہ تا دیر قائم فرمائے ـــــ!

Scanned by CamScanner

تقریظ

حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمٰن صاحب خیرآبادی مدظلہ

صدر دارالافتاء و نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند

الحمد للہ رب العٰلمین، والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ الی یوم الدین! امابعد!

یہ پانچ اصلاحی تقریروں کا مجموعہ ہے جس کو عزیز محترم مولانا محمد شہادت حسین شاہد جہاں آبادی متعلم دارالعلوم دیوبند نے مرتب فرمایا ہے، اور حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب قاسمی ایڈیٹر واستاذ دارالعلوم دیوبند نے اس پر نظر ثانی فرمائی ہے، اس مجموعہ میں قرآن کی حفاظت وعظمت کے علاوہ بقیہ عنوانات بے پردگی، اخلاقی تربیت، اور اصلاحِ معاشرہ سے متعلق ہیں۔ عزیز موصوف نے بہت مؤثر اور اچھے انداز میں مسلمانوں کی اصلاح وسدھار کی کوشش فرمائی ہے، اور تقریر کرنے والے طلباء عزیز کے لئے سلیس زبان میں تقریری مواد اکٹھا کر دیئے ہیں۔

عزیز موصوف کی یہ ابتدائی اور پہلی کوشش ہے، اللہ تعالیٰ موصوف کو مزید لکھنے پڑھنے کی ہمت وحوصلہ عطا فرمائے، اس مجموعہ کو مقبول عام بنائے، مرتب موصوف کو جزاء عطا فرمائے اور انکے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین۔ (حبیب الرحمٰن عفا اللہ عنہ)

۲۵ صفر ۱۴۱۷ھ

Scanned by CamScanner

تحدیثِ نعمت

پالنہار کی بے پایاں نوازشات اور اس کی عنایات، مدرسہ عظمتیہ بھداسی ولنوادہ کی غیر ممنون عطیات، جامعہ رحمانی مونگیر کی اصلاحات اور مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند کی علمی و مصلحانہ توجہات اور بے نہایت شفقتوں نے میری قلبی امنگوں اور دھڑکتے ہوئے احساسات کو ملفوف و منقوش مجموعہ کی شکل دیکر توشۂ آخرت کی فہرست میں ایک عنوان معنون فرما کر ایک نقش ثبت کیا، اور ذیلی فکر سے حوصلہ افزائی کا سامان اور مزید آرائش کا ذریعہ بنایا۔ کیونکہ اس بیاض کو جب چھوٹے اپنے ہاتھوں میں لیں گے تو فائدہ اٹھائیں گے اور دعا کریں گے رفیقانِ من دیکھینگے تو خوش ہوں گے اور آقا سے مزید ترقی کی درخواست پیش کر کے محبت کا خلوص پیش کریں گے اور محبت کا دم بھریں گے، مربیان اور بڑوں کی نظروں سے گذرے گا تو میری اصلاح فرمائیں گے اور دعائیں دیں گے! والدین دیکھیں گے تو اپنی آنکھوں کو ٹھنڈی کریں گے!

لیکن ہاں! حوصلہ افزائی پہلو کے مفید نتائج کا ترتب اسی وقت ملحوظ ہوگا جبکہ موانع اخلاص و خیالات حبط اخلاص، ہا جس، خاطر، حدیث النفس

ہم اور عزم انہیں سے کسیکو چھو کر بھی نہ گندے ہوں۔ جس کے لئے آپ سے دعا ر
کی درخواست کے ساتھ میں بھی دست بدعا ہوں کہ حق جل مجدہٗ اس سے
مامون ومحفوظ رکھے، اور میری یہ کاوش جو نہایت سادے انداز میں
ازجانب پروردگار منقوش ہوئی ہے عنداللہ مقبول ہو کر میرے لئے
عالم برزخ وعالم آخرت میں نیک فال ثابت ہو، اور سبھوں کے لئے
تحفۂ تربیت روحانی بنے ـــــ میں شاید اس مجموعہ کو بایں طور زیب
صفحۂ قرطاس کرنیکی جرأت وہمت نہ کرسکتا! اگر روشن ضمیر حضرت
مولانا مفتی حبیب الرحمٰن صاحب خیرآبادی مدظلہٗ صدر دارالافتار
ونائب مہتمم دارالعلوم دیوبند کی اس منقوش مجموعہ کے بارے میں رائے
عالیہ (تقریظ) وعلمی محسن، مشفق استاذ مکرم حضرت مولانا حبیب الرحمٰن
صاحب اعظمی مدظلہٗ استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند وچیف ایڈیٹر
ماہنامہ دارالعلوم کی نظر ثانی نے میری ڈھارس نہ بندھائی ہوتی اور
اُس سے حوصلہ افزائی نہ ہوئی ہوتی! کہ جنہوں نے اپنی قیمتی مصروفیات
وعلمی مشغولیات کے باوجود برائے نظر ثانی میری درخواست قبول فرمایا
اور حوصلہ افزائی کی! خدا کی قسم جب میری یہ حقیر درخواست شرفِ
قبولیت سے نوازی گئی تو میری آنکھوں سے خوشی کے آنسو بہہ پڑے
اور انگ انگ میں خوشیوں کی لہر دوڑ گئی۔ یہ میرے لئے سرمایۂ افتخار
ہے! اور حضرت استاذ مکرم مدظلہ کی صرف اور صرف علمی اور مخلصانہ

ذرّوں کا اعلیٰ شاہکار ہے، جس کا میں بے حد ممنون اور شکر گذار ہوں! دعا فرمائیں کہ پالنہار ان پیکر ان خلوص ووفا کا سایہ تادیر قائم رکھے اور انکی شفقتوں سے محروم نہ فرمائے!

بے حد ممنون اور احسان مند ہوں عالی جناب محمد انس صاحب مالک کتب خانہ نعیمیہ دیوبند کا کہ اگر اُن کا مخلصانہ تعاون برائے اشاعت نہ ملتا تو یہ مجموعہ کتاب کی شکل میں زیور طبع سے آراستہ نہ ہوتا! خداوند قدوس اس کا بدلہ کہیں نہ کہیں ضرور عنایت فرمائے گا۔

فرہاد تو آ دیکھ میری کوہ شگافی　　خاراشکنی و میری سنگ گدازی
پتھر سے بہاتے نہیں ہم دودھ کی نہریں　　ہاں! کاٹ کے پتھر کو ہے اک راہ نکالی

امیدوار رحمت عزّوجل

محمد شہادت حسین شاہد جہاں آبادی
متعلم دارالعلوم دیوبند
(۲۸ر صفر المظفر ۱۴۱۷ھ مطابق ۱۵ر جولائی ۱۹۹۶ء بروز دوشنبہ)

پالنہار سے میری التجا

اے منعم حقیقی پروردگارِ عالم
اے ایزدے تعالےٰ اے ذوالجلال اکرم
حمدوثنا کے لائق ہے ذاتِ پاک تیری
اے خالقِ دوگیتی روزی رسانِ عالم
واحد ہے ذات تیری یکتا صفات تیری
اے لاشریک مولیٰ اس کے گواہ ہیں ہم
یارب تیرے کرم سے ہم کیوں نہ آس رکھیں
جبکہ تیرے کرم سے قائم ہے دونوں عالم
جبکہ تیرے سوا رب کوئی نہیں ہمارا
یارب کسی کے آگے پھر کس لئے جھکیں ہم
توفیق دے الٰہی اس بات کی ہمیں تو
تیری رضا ہو ہمکو ہر امر میں مقدم

Scanned by CamScanner

ایسی تو دے الٰہی اپنی ہمیں محبت
دنیا کے رنج و غم سے کر دے ہمیں جو بے غم

سائل ہیں ہم تو داتا بندے ہیں ہم تو آقا
اے بے نیاز مولیٰ محتاج ہیں تیرے ہم

پھر سے ہو بول بالا اسلام کا جہاں میں
لہرائے شش جہت میں دینِ متین کا پرچم

رسوا نہ کر تو ہمکو اعدائے دیں کے ہاتھوں
بہرِ نبیِ عالم اے ذوالجلالِ اکرم

بے حد بُرے ہمارے یارب عمل ہے لیکن
اُمت میں ہیں خدایا! محبوب کی تیرے ہم

تو ہی نہ جب سُنے گا فریاد کو ہماری
جائیں کہاں الٰہی کس کو سُنائیں پھر ہم

تجھ سے اثیمؔ کی بس یارب یہی دُعا ہے
بالخیر خاتمہ ہو جب ٹوٹنے لگے دم!

(قاری عبدالقوی اثیمؔ)

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؕ

کتابِ مقدّس کی حِفاظت اور اُسکی عظمتِ شان

الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد
فقد قال اللہ تبارک وتعالٰے فی القرآن المجید والفرقان الحمیدؕ
فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؕ
انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحٰفظونؕ صدق اللہ العلی العظیم۔

محترم بزرگو، دوستو! اور میرے دینی بھائیو!

قرآن پاک اللہ تعالٰے کی کتاب ہے، اللہ تعالٰے کی یہ کتاب آقا و مولا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری گئی، آسمانی کتابوں میں سب سے مشہور کتاب ہے۔ یہ انقلابی کتاب ہے، اور یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی جامعیت و معنویت بیان نہیں کی جاسکتی، یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی نظیر پیش کرنے سے تاریخ انسانی قاصر رہی ہے، یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کے ذریعہ اللہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے، یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کا ایک سرا قلب مومن سے منسلک ہے اور دوسرا ذاتِ الٰہی سے، اور یہ ایک ایسی کتاب ہے

جس کو خداوند قدوس نے مخلوق کو پیدا کرنے سے ایک ہزار سال پہلے سورۂ طٰہٰ وسورۂ یٰسین کی تلاوت فرمائی تو فرشتوں نے سنکر کہا کہ مبارک ہو اُس اُمت کے لئے جس پر یہ کلام نازل ہوگا اور خوشخبری ہو ان سینو کے لئے جو اس کے حامل ہوں گے، اور بشارت ہو اُن زبانوں کیلئے جو اس کی تلاوت کرنے والی ہوں گی۔ رواہ الدارمی فی سننہ وابو نصر فی الابانتہ بسند ضعیف۔

یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ جب مومن اس کو پڑھتا ہے تو فرشتے اُس کی آنکھوں کے درمیان پیشانی کو بوسہ دیتے ہیں۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جو دوست دشمن سب کے دل میں گھر کرتی چلی جاتی ہے۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی لذّت وحلاوت میں لطافت وشیرینیت میں کفار مکہ ومشرکین مکہ اور مکہ کے بڑے بڑے رؤسا کھو کر رہ جاتے اور اس کی جذب وکشش ان رؤسا کو بار بار کھینچ لاتی، یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کو بار بار پڑھنے اور سننے سے دل گھبراتا نہیں ہے۔ طبیعت اکتاتی نہیں ہے بلکہ شوق اور بڑھتا جاتا ہے، رغبت اور زیادہ ہو جاتی ہے۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کے حفّاظ کے والدین کو چاند وسورج سے زیادہ چمکدار تاج پہنایا جائے گا۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری خود خدائے عزیز وقدیر نے لے رکھی ہے۔ خلاصہ یہ کہ اس کے فضائل ومناقب اتنے ہیں اتنے ہیں کہ کسی کی زبان میں اس کو بیان کرنے کی قدرت نہیں۔

محترم حضرات! اس میں قیامت ایک حرف کا بھی فرق نہیں آئیگا۔

Scanned by CamScanner

یہ کتاب عظیم ہر طرح کی تحریف و ترمیم سے قطعی طور پر پاک وصاف ہے۔ دنیا کے جس گوشہ میں دیکھئے یہی قرآن ہے، یہی سورتیں ہیں اور اتنے ہی الفاظ و حروف ہیں، کیا مجال ہے کہ بڑا سے بڑا عالم حافظ و قاری کہیں چوک جائے اور آٹھ دس سال کا حافظ قرآن بچہ اس چوک پر خاموش رہ جائے بلکہ فوراً ٹوک دیتا ہے ۔۔۔ اللہ تعالےٰ نے اس کے الفاظ کی حفاظت کے لئے، جہاں ایک طرف حفاظ کو کھڑا کر رکھا ہے، وہیں دوسری طرف اس کے معانی کی حفاظت کیلئے، اس کے مفہوم کی حفاظت کے لئے اس کے حقائق کی حفاظت کے لئے، اس کے معارف کی حفاظت کے لئے علماء و مفسرین کو کھڑا کر رکھا ہے، صوفیاء کرام کو کھڑا کر رکھا ہے اور اسکے لئے مدارس و مکاتب کا جال پوری دنیا میں بچھا رکھا ہے، یہاں تک کہ پوری کی پوری اُمت کو محافظ قرآن بنا دیا۔

محترم سامعین کرام! غور کرنے کا مقام ہے کہ جس کتاب کی حفاظت وصیانت خداوند قدوس نے اپنے ذمے لے رکھی ہو، اور جس کی تعلیم کا انتظام خود پالنہار ہی کرے، اس کی عظمت و رفعت، اس کی بلندی و بزرگی اور اس کے نفع بخش ہونیکا سوائے کج رو انسانوں اور گمراہ لوگوں کے کون انکار کر سکتا ہے، اور کوئی بھی انسان کیونکر انکار کر سکتا ہے جبکہ قرآن کو خداوند قدوس نے بنی آدم و بنی نوع انسانی کی رہنمائی کے لئے، انسانوں کی ہدایت کے لئے دنیا میں نازل فرمایا ہے، سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر

خاتم الانبیاء جناب حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم تک جتنے بھی انبیاء آئے اور مبعوث ہوئے ان کی تعلیمات و دعوت کا نچوڑ اور اُن کی صحیفوں و کتابوں کا خلاصہ اس قرآن میں موجود ہے ! اس کتاب نے آج سے چودہ سو برس پہلے عرب کے وحشی بدوؤں کو دنیا میں سب سے زیادہ شائستہ ، تہذیب یافتہ اور بنی آدم کا ہمدرد بنا دیا ، ان لوگوں کو بدویانہ اور وحشیانہ زندگی کی ظلمت سے نکال کر اسلام کی پاکیزہ زندگی اور جوہر انسانیت کا مالک بنا دیا ، اور فرعون ، نمرود و شداد کا تخت و تاج اور ان کی سلطنتیں انہیں عاجز اور بے سرو سامان لوگوں کے پاؤں کے نیچے روندی گئیں ! اس طاقت و حشمت اور فتح و کامرانی کا سرچشمہ صرف اور صرف قرآن کریم کی تعلیم تھی ، یہ ایمان کی مضبوطی ، ارادوں کی بلندی اور دینی و دنیوی ترقی کا راز احکام قرآن پر عمل کرنے میں ہے ۔ قرآن نے برسوں کی گمراہی اور وہم پرستی کے پردہ کو چاک کر ڈالا ، اسنے لوگوں کو ایک خدا سے ملایا ، ایمان والوں نے جس وقت قرآن کریم کے روشن چراغ کو لیکر عالم انسانیت کا رخ کیا تو دنیا میں اندھیرا چھایا ہوا تھا ، ملکوں اور قوموں کو پستی نے گھیر رکھا تھا ، خیالات باطل ہو گئے تھے ، دل و دماغ گندے ہو چکے تھے ، اعمال و اخلاق وحشیانہ بن گئے تھے ، انسان خود اپنی بلندی و برتری سے غافل تھا ، جب انسان قرآنی تعلیم سے غافل ہو کر خدا کو فراموش کر دیتا ہے تو پھر اس کا یہی حال ہو جاتا ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب عظیم نے نوع انسانی

Scanned by CamScanner

کے افکار و خیالات، اخلاق و اعمال، تہذیب و تمدّن، معشیت و معاشرت اور زندگی کے تمام گوشوں میں وہ صالح انقلاب برپا کیا ہے اور اتنا گہرا اثر ڈالا ہے کہ جس کی نظیر انسانی تاریخ میں نہیں ملتی اور پھر مزید یہ کہ اس کتاب عظیم نے ایک قوم کے ظاہر و باطن کو ایسا بدلا، ایسا بدلا کہ اُس قوم نے اُٹھکر دنیا کے ایک بہت بڑے حصّہ کو بدل ڈالا، اور پھر عملی زندگی میں، چلتی پھرتی زندگی میں، قرآنی زندگی دکھائی دینے لگی! کیوں؟ صرف اور صرف اس لئے کہ قرآن کریم ایک خالص معجزہ ہے، اس کے اعجازی اثرات ظاہر ہونے لگے۔ آج امت کے اندر چودہ سو برس میں بہت سارے اکابر پیدا ہوئے، ہر طبقہ میں اہل علم پیدا ہوئے، صوفیاء میں دیکھئے تو جُنید و شبلی گذرے ہیں، محدّثین میں دیکھئے تو امام بخاری و مسلم گذرے ہیں۔ فقہاء میں دیکھئے تو امام ابو حنیفہؒ و شافعیؒ امام مالکؒ و احمد بن حنبلؒ گذرے ہیں! غرض کہ ہر فن اور ہر شعبہ کے اندر اہلِ علم اور اہلِ کمال پیدا ہوئے اور ان کے ذریعہ سے کمالات ظاہر ہوئے! وہ علوم لاکے رکھے کہ دنیا کی عقلیں عاجز آگئیں یہ سب قرآن ہی کا توفیض اور اعجاز کا مظہر ہے۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں میدانِ فصاحت و بلاغت کے بڑے مشہور شہسوار پائے جاتے تھے۔ قادرالکلام شعراء اور خطیبوں کی کوئی کمی نہ تھی۔ آپ کو جان کر تعجب ہوگا کہ عورتوں، بچوّں اور دیہاتی بدوؤں کا یہ عالم تھا کہ انتہائی فصیح و بلیغ اشعار برجستہ کہتے چلے جاتے تھے، عرب کے

ایک بہت بڑے شاعر امرأالقیس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ جب اس کے دو دشمن اُسے قتل کرنے کی غرض سے جنگل کی طرف لے گئے، اور امرأالقیس سے اُس کی آخری خواہش کو دریافت کیا تو اس نے کہا کہ سوائے اس کے میری کوئی خواہش نہیں کہ میں شعر کا ایک مصرعہ دیتا ہوں۔ گھر جا کر میری بچیوں کو دیدینا۔ چنانچہ لکھا یا ابنتی امرأ القیس ابا کہما کہ اے امرأالقیس کی دونوں بیٹیوں تم دونوں کا باپ، اور لکھ کر دشمنوں کو دیدیا۔ پھر دشمنوں نے قتل کر ڈالا۔ اور وہ مصرعہ لے کر جب وہ وہاں امرأالقیس کے گھر پہونچے اور لڑکیوں کو دیا تو قربان جایئے ان لڑکیوں کی فصاحت و بلاغت پر کہ برجستہ اس کا دوسرا مصرعہ بناتی ہیں اور کہتی ہیں: وقد قتل قاتلاہ لدی اکما امرأالقیس تو قتل کر دیا گیا اور قاتل تمہارے سامنے موجود ہے، عورتوں کا تو یہ حال تھا! اب اندازہ لگایئے مردوں کا کیا حال ہوگا، اور کس طرح فصاحت و بلاغت کے پیکر ہوں گے! لیکن اس کے باوجود جب ان سے کہا گیا کہ لوگو! قرآن کے کلام الٰہی اور خدائی کتاب ہونے میں شک ہے اور تم سمجھتے ہو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود یہ قرآن گھڑ لیا ہے تو پھر اس مرتبہ اور اس پائے کا کوئی کلام ذرا لا کر دکھاؤ ارشاد ہوتا ہے! فلیأتوا بحدیث مثلہ ان کانوا صادقین؎ کہ اگر وہ منکرین اپنے دعوے میں سچے ہیں تو انہیں چاہیئے کہ اس شان کا کوئی کلام بنا کر لائیں! یہ چیلنج نہ تو صرف قریش کے سرداروں کو بلکہ دنیا کے تمام منکرین کو سب سے پہلے اس آیت میں دیا

گیا تھا اس کے بعد تین مرتبہ مکہ معظمہ میں اور پھر آخری بار مدینہ منورہ میں اس پکار کو دہرایا گیا، مگر کوئی اس کا جواب دینے کی نہ اس وقت ہمت کر سکا اور نہ آج تک کسی کو ہمت ہو سکی کہ قرآن کے مقابلہ میں کوئی انسانی تصنیف لے کر آئے اور نہ آئندہ اس کا سوال پیدا ہوتا ہے۔

محترم حضرات! اللہ تبارک وتعالےٰ نے اس چیلنج کے بعد منکرین قرآن کو ایک مہلت دی اور جب وہ ان سے نہ بن پڑا تو پھر کچھ رعایت کیساتھ دنیا کے دانشوروں کو یہ چیلنج کیا کہ اچھا پورا قرآن کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو قرآن جیسی دس سورتیں ہی لے آؤ! تنہا نہیں ہو سکے تو کائنات میں سے جسے چاہو مدد کے لئے بلا لو، مگر دنیا نے اس چیلنج کا جواب بھی خاموشی سے دیا۔! جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن حکیم اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب ہے! لیکن جب مخالفین ومنکرین دس سورتوں کے برابر بھی کوئی کلام نہیں لا سکے تو اخیر میں اللہ تبارک وتعالےٰ نے لوگوں کو سہولت دیتے ہوئے یہ چیلنج کیا کہ چلو ایک چھوٹی سورۃ ہی اس جیسی بنا کر لاؤ، مگر اس نرم سے نرم چیلنج کا جواب بھی ان کے بس میں نہیں تھا۔ اور نہ آئندہ کے لئے ہو سکتا ہے، تو پھر اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم کے اعجاز اور کائنات کے انس وجن کے عجز اور مجبوری کو ہمیشہ کے لئے ظاہر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھٰذا القراٰن ولا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا۔

اے نبی کہدیجئے کہ اگر انسان وجنات سب مل کر اس قرآن جیسی کوئی چیز لانیکی کوشش کریں گے تو نہ لاسکیں گے خواہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ ہوں! لیکن پھر بھی سارے کفار ومشرکین اپنی ہٹ دھرمی پر اٹل رہے اور کلام اللہ کو خدا کی کتاب تسلیم کرنے سے ابا ، وانکار ہی کرتے رہے ۔
یہاں تک کہ خلافت عباسیہ میں ایک ایسا لعین وشقی شخص پیدا ہوا کہ جس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور مزید اس نے یہ کہا کہ ہم قرآن جیسا کلام لانے پر قادر ہیں.
خلیفۂ وقت کو معلوم ہوا تو فوراً دربار میں بلایا گیا ، بادشاہ وقت نے دریافت کیا کہ تمہارے پاس نبوّت کی کیا دلیل ہے ! وہ فوراً کہہ اٹھا کہ ہمارے پاس یہ وحی نازل ہوئی ہے ---- انا اعطینك الجماهر، فصل لربك وجاهر ولاتطع كل ساحر ۔ اس حرکت پر خلیفۂ وقت سے رہا نہ گیا ، فوراً اسولی پر لٹکانے کا فیصلہ سنادیا ۔ ایک جگہ امام اوزاعی رح لکھتے ہیں کہ کثرت تصنیف اس اُمت کی خاصیت ہے ، اتنی تصانیف دنیا کی کسی امت میں نہیں ہوئی جتنی اس اُمت میں ہوئی ہے ۔ دنیا کے کتب خانے قرآن پاک کی تفسیروں اور تشریحوں سے بھرے پڑے ہیں ۔

تاتاریوں نے جب مُسلمانوں پر قبضہ کیا اور بغداد کی خلافت کو تہہ و بالا کیا تو مسلمانوں نے دجلہ سمندر میں بنے ہوئے پل کو توڑ دیا تھا، تاکہ دشمن عبور نہ کرسکے اور اس پار سے اس پار نہ جاسکے ، تو صرف ایک کتب خانہ جو دریا کے قریب تھا تاتاریوں نے اس پر قبضہ کیا اور اس کی کتابیں دریا میں

ڈال کر اس پار سے اس پار تک اتنی چوڑی سڑک بنائی کہ ۳ر گاڑیاں بیکوقت اور برابر گذاری جا سکتی تھیں اور جب روشنائی کھلی تو ایک مہینہ تک دجلہ کا پانی سیاہ رہا، لکھتے ہیں کہ اُس زمانہ میں علماء کو دوات میں روشنائی ڈالنے کی ضرورت نہیں تھی بلکہ دجلہ کا پانی دوات میں بھرتے تھے اسی سے قلم چلتا تھا۔ اللہ اکبر! اتنی سیاہی پھیل گئی تھی، یہ تو ایک کتب خانہ کا حال ہے، اور ایسے ہزاروں کتب خانے بغداد میں موجود تھے، اور اندلس کے اندر اتنے کتبخانے تھے کہ جب مسلمانوں کا قبضہ اٹھا اور عیسائیوں نے قبضہ کیا تو انھوں نے کہا کہ مُسلمانوں کے لٹریچر کو تباہ کرو! کیوں کہ جب تک اُن کے یہ لٹریچر باقی رہیں گے اُن میں ایمان کی روح باقی رہے گی، تو عیسائی حکومت نے مستقلاً یہ ارادہ کیا کہ مُسلمانوں کے کتب خانے تباہ کئے جائیں! اس کے لئے ایک مستقل عملہ بنایا گیا جو سارے کتب خانوں کو جلائے اور سارے کتب خانوں میں آگ لگا دے اس کا ایک انچارج آفیسر مقرر کیا گیا۔ لکھتے ہیں کہ ۵۰ برس کے اندر بھی اندلس کے کتب خانے مٹ نہیں سکے ہر ایک کتاب کسی آیت کی تفسیر تھی، کسی آیت کی تشریح تھی! یہ قرآن ہی کا طفیل تھا کہ اتنی مدت لگنے کے بعد بھی مٹ نہیں سکی —— ! اسی طرح اس ہندوستان میں بھی قرآن کو ناپید اور ختم کرنے کی کوشش کی گئی، لیکن کوشش ناکام رہی

ہندوستان پر انگریزوں کے تسلط کے بعد ایک برطانوی گورنر نے قرآن کے خلاف آواز اُٹھائی اور چاہا کہ قرآن ہندوستان سے اٹھا دیا جائے

اور نیست و نابود کر دیا جائے، اس کا جواب مسلم علماء نے یہ دیا کہ ٹھیک ہے ہندوستان میں جتنے کلام پاک ہیں ایک سمندر میں ڈال دیئے جائیں لیکن ایک شرط ہے کہ تمام رامائین کو بھی ایک سمندر میں ڈال دیا جائے۔ لیکن اس شرط کے لگانے سکے بعد وہ برطانوی گورنر ایک مسلمان بچہ سے پوچھتا ہے بتاؤ فلاں آیت کلام پاک میں کہاں ہے۔ وہ بچہ اپنی نرم و نازک زبان سے فوراً وہ آیت پڑھنے لگتا ہے، سنتے ہی برطانوی گورنر کے ذہن میں یہ بات گردش کرنے لگی اور کہہ بیٹھا کہ قرآن کو کوئی مائی کا لال مٹا نہیں سکتا اور ختم نہیں کر سکتا۔ اور کیوں نہ کہتا جبکہ اللہ تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون ط

محترم سامعین! اس قسم کے واقعات کتب تواریخ میں بکثرت مذکور ہیں! لیکن اس وقت ان کا شمار کرنا مقصود نہیں ہے، بلکہ یہ بتلانا ہے کہ قرآن ایسی مقدس کتاب ہے جس کے مخالفین ہر دور میں سرنگوں رہے، اس کتاب کی فصاحت و بلاغت کے آگے دنیا کی تمام کتابیں ہیچ رہی ہیں۔ اور یہ ایک ایسی مقدس کتاب ہے جس کی مزید عظمت و بڑائی دیکھنا چاہتے ہیں تو ذاکرین کے ذکر کو دیکھئے خاشعین کے خشوع کو دیکھئے، زاہدین کے زہد کو دیکھئے، صابرین کے صبر کو دیکھئے، صادقین کے صدق کو دیکھئے، متقین کے تقویٰ کو دیکھئے، مجاہدین کے جہاد کو دیکھئے، فصحاء کی فصاحت کو دیکھئے بلغاء کی بلاغت کو دیکھئے۔ ادباء کے ادب کو دیکھئے، حفّاظ کے حفظ کو

Scanned by CamScanner

دیکھئے، یہ سارا قرآن ہی کا توفیض ہے۔

محترم بزرگو! اور میرے دینی بھائیو! اب ہم لوگ غور کریں کہ ہمارا تعلق قرآن سے کتنا ہے۔ اس کی تلاوت کا کیا معمول ہے اور اس کے کتنے احکام پر ہم عمل پیرا ہیں، حالانکہ امام مالک رح کا مقولہ ہے لا یصلح اخر ھذہ الامۃ الا بما صلح بہ اولھا کہ اس امت کے اول طبقہ کی اصلاح جس چیز سے ہوئی تھی اُسی سے اُمت کے آخری طبقے کی بھی اصلاح ہوسکتی ہے اور وہ قرآن کریم ہے! صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے کتب خانوں میں قرآن کے سوا کوئی کتاب نہیں تھی، اسی قرآن نے انکی اصلاح کی، اسی سے وہ اونچا بھی ہوئے اور بالا بھی۔ آج بھی اگر انسان بلند و بالا ہونا چاہتے ہیں تو اسی قرآن کو پکڑیں، اور اس کے احکام پر عمل کریں! کیونکہ ترقی کا داعی صرف قرآن کریم ہے۔ اس نے دین و دنیا دونوں سکھلائے۔ اسی نے علم و کمال کے ساتھ، شوکت دنیا، حکومتیں قائم کرنا اور نظام مملکت چلانا بھی سکھلایا۔

برادرانِ اسلام! اسلام کا پیغام ہے کہ اگر آج بھی انسانیت کے ساتھ زندہ رہنا چاہتے ہیں! اطمینان و سکون کے ساتھ زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں! دونوں جہاں کی پریشانیوں سے، مصیبتوں سے محفوظ رہنے کی تمنا ہے! نجات حاصل کرنے کی خواہش ہے تو قرآن سے اپنا ربط و تعلق پیدا کیجئے! اور قرآن کو سینے سے لگائیے، اس کو پڑھئے اور پڑھائیے۔

Scanned by CamScanner

اور اسی مقدس کتاب سے وابستہ رہیئے اور زندگی کے کسی بھی موڑ پر اس کے احکام پر عمل کرنے سے صَرف نظر و کوتاہی نہ کیجئے! انشاء اللہ دونوں جہاں عزت و کامیابی ہمیں حاصل ہو کر رہے گی۔ ؎

ہر غم سے ملیگی نجات تمہیں ہر مشکل سہل ہو جائیگی
قرآن میں واللہ وہ اثر، قرآن پڑھو قرآن سُنو!
اقبال کا جب اقبال بڑھا قرآن کی بدولت دنیا میں
کیوں ٹھوکریں کھاتے ہو در در، قرآن پڑھو قرآن سنو!

تربیتِ روحِ ثقلین!

الحمد للہ وکفی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ
اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن
الرجیم ۔ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف
وینھون عن المنکر واولٰئک ھم المفلحون ط

محترم بزرگو دوستو اور میرے دینی بھائیو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے دنیا کے اندر بہت ساری مخلوقات کو پیدا فرمایا اور اُن سارے مخلوقات میں سب سے افضل سب سے اشرف، سب سے برتر، سب سے اعلیٰ یعنی اشرف المخلوقات انسانوں کو قرار دیا! ــــــ اب دو سوال پیدا ہوتے ہیں، پہلا یہ کہ انسان کس کو کہتے ہیں۔ اور دوسرا یہ کہ انسان کو اشرف المخلوقات کیوں قرار دیا گیا۔ تو محترم حضرات! انسان دو۲ چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے، ایک جسم دوسرا روح، ان ہی دو چیزوں کے مجموعہ کا نام انسان ہے۔ اب جب دو چیزوں کے مجموعہ کا نام انسان ہے اور یہ دُنیا دارالاسباب ہے تو اسباب و وسائل کے تحت دونوں چیزوں کی پرورش بھی ضروری ہے، جسم کی پرورش بھی لازم ہے اور روح کی پرورش بھی لازم ہے

بلکہ روح کی پرورش ہی اصل ہے، کیونکہ روح کی پرورش کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دائمی زندگی یعنی آخرت میں اسے ہر طرح کی خوشی و نعمتیں اللہ کی جانب سے حاصل ہوں گی۔ جسم کی پرورش کا نتیجہ تو فنا ہونیوالا ہے۔ اب اگر انسان صرف جسم کی پرورش کی فکر میں لگا رہے اور جسم ہی کی پرورش کی خاطر اپنے آپکو مٹادے تو یہ انسان صرف گوہ بنانے کی مشین بنکر رہ جائے گا گویا یہ سمجھا جائیگا کہ یہ انسان پاخانہ بنانے کی مشین ہے، اور اگر یہی انسان جسم کی پرورش کے ساتھ ساتھ روح کی بھی پرورش کرے اور اس کی پرورش کی فکر میں بھی لگا رہے اور اس کی پرورش کی خاطر بھی اپنے آپ کو مٹادے اور اس کی پرورش میں بھی اپنے آپ کو مرمٹنے والا بنجائے تو اب یہی انسان اشرف المخلوقات بن جائیگا بلکہ فرشتے سے بھی افضل و اعلیٰ قرار پائیگا اور اللہ کے نزدیک اب گوہ بنانے کی مشین سے ہٹ کر محبوب و پسندیدہ ہوجائیگا تو اب دوسرا سوال بھی حل ہوگیا کہ انسان کو اشرف المخلوقات کیوں قرار دیا گیا۔

اب سوال یہ ہیکہ جسم کی پرورش کیا ہے؟ اور روح کی پرورش کیا ہے؟ تو جسم کی پرورش یہ ہیکہ انسان دنیا کے اندر اچھا سے اچھا کھالے، عمدہ سے عمدہ پہن لے۔ اعلیٰ سے اعلیٰ حویلی والا بنجائے۔ بڑی سے بڑی کوٹھی والا بن جائے۔ زیادہ سے زیادہ زمین وجائیداد والا ہوجائے بڑا سے بڑا عہدہ مل جائے، بہتر سے بہتر منصب پر فائز ہوجائے، گویا دنیاوی آرام وآسائش کی، دنیاوی لذت وراحت کی ساری نعمتیں میسر

ز حاصل ہو جائیں! اور اطمینان و سکون کے ساتھ زندگی گذر بسر کرنیوالا
بنجائے، جس کے لئے انسان طرح طرح کی تکلیفیں اٹھاتا ہے، پریشانیوں
کو جھیلتا ہے اور ہر طرح کے پیش آنیوالے دنیاوی حادثات کو برداشت
کرتا ہے طرح طرح کی تکلیفیں برداشت کر کے کوئی عرب جارہا ہے، کوئی
بمبئی جارہا ہے کوئی دہلی جارہا ہے، کوئی کلکتہ جارہا ہے، صرف اس مقصد
کی خاطر کہ دنیاوی راحتیں مہیا ہو جائیں۔ دنیاوی نعمتیں حاصل ہو جائیں!
دنیاوی لذتوں میں مست ہو جائیں، آرام و آسائش کی چیزوں کا ڈھیر لگ
جائے! ——— روح کی پرورش یہ ہے کہ انسان اللہ کی مرضیات
پر چلنے والا بنجائے، اپنی مرضیات کو چھوڑ کر خدا اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کی مرضیات کو اختیار کرنے والا اور اپنانے والا بنجائے اور اللہ و
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی مکمل اتباع و پیروی کرنیوالا بنجائے
اور اُن تمام چیزوں پر عمل پیرا ہو جائے، جس سے دائمی زندگی یعنی آخرت
میں اسے خوشیاں ہی خوشیاں حاصل ہوں گی، اور اللہ تعالیٰ اپنی خوشنودی
سے سرفراز فرمادیگا!

لیکن میرے محترم بزرگو دوستو اور میرے دینی بھائیو! انسان تو
دونوں چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے اور طرح طرح کی تکلیفیں صرف جسم کی
پرورش میں برداشت کیجارہی ہیں طرح طرح کی پریشانیاں صرف جسم کی پرورش
میں جھیلی جارہی ہیں اور روح کی پرورش کی فکر بھی نہیں کیجاتی۔

Scanned by CamScanner

یہ کہاں کی عقلمندی ہے؟ آخر کیا بات ہے؟ کہ جسم کی پرورش میں اتنا مشغول ہو گئے کہ روح کی پرورش کے لئے کڑھن بھی نہیں ہوتی، روح کی پرورش کیلئے انسان بے چین بھی نہیں ہوتا! روح کی پرورش کیلئے تصور میں بھی بات نہیں آتی ـــــ آخر یہ کہاں کی عقلمندی ہے ـــــ ؟ کہ انسان تو دونوں چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے اور پرورش کی فکر صرف ایک کی کی جارہی ہے، حالانکہ اصل روح ہی کی پرورش ہے اور اسی کی پرورش کی فکر سے دائمی لذتیں حاصل ہوں گی! لیکن اس زمانے میں لوگوں نے اصل جسم ہی کی پرورش کو سمجھ رکھا ہے! اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے اور سمجھ دے! آمین

محترم بزرگو! اپنے جسم کی پرورش کے ساتھ دوسروں کے جسم کی پرورش کا بھی شریعت نے حکم دیا ہے! شریعت نے بتایا کہ پڑوسی کا خیال رکھا جائے، اہل وعیال کا نفقہ لازم کیا، اور مالدار انسانوں پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے زکوٰۃ وصدقہ کو فرض قرار دیکر غرباء ومساکین کی پرورش کا انتظام کیا تو گویا غرباء ومساکین کے جسم کی پرورش کی ذمہ داری اللہ نے مالداروں پر ڈال رکھی ہے تو جس طریقہ سے اپنے جسم کی پرورش کے ساتھ دوسروں کے جسم کی بھی پرورش کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے، اسی طرح اپنی روح کی پرورش کے ساتھ دوسروں کی تربیتِ روح کی ذمہ داری بھی انسانوں پر ڈالی گئی ہے۔ اور یہ ذمہ داری تمام انسانوں پر ہے! اللہ کا فرمان ولتکن

Scanned by CamScanner

منکم امۃ ید عون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون ط ہیں اسی روح کی پرورش کی ذمہ داری کی طرف اشارہ ہے۔ اور اس آیت سے دو باتیں واضح طور پر معلوم ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ انسان اپنی روح کی پرورش کے ساتھ ساتھ دوسروں کی تربیت روح کی فکر بھی کرے، دوسری بات یہ کہ روح ہی کی پرورش اصل ہے، اور یہی آخرت میں نعمتوں کے حصول کے لئے سبب بنے گی! ـــــ اولئک ھم المفلحون اسی بات کو بتلا رہا ہے۔!

اے ایمان والو! دنیا کی چھوٹی چھوٹی مخلوق اپنی ذمہ داری کو نبھا رہی ہے۔ سورج و چاند کو دیکھئے تو وہ انسانوں کو روشنی پہونچانے میں لگا ہوا ہے۔ زمین کو دیکھئے تو وہ غلّہ و اناج اُگانے میں لگی ہوئی ہے۔ ہواؤں کو دیکھئے تو وہ انسانوں کے سانس لینے میں مدد دے رہی ہے اور ہمہ وقت اپنی فضا سے فائدہ پہونچا رہی ہے۔ پانی کو دیکھئے تو اُس سے انسان اپنی پیاس بجھا رہا ہے غرضیکہ چھوٹی سی چھوٹی مخلوق جو بے حس ہے وہ اپنی ذمہ داری کو نہایت پابندی کے ساتھ نبھا رہی ہے۔ اور یہ ساری مخلوق اپنی ذمہ داری صرف انسانوں کے فائدہ کے واسطے نبھا رہی ہے ـــــ لیکن انسان ہائے آج کا انسان اپنی ذمہ داری کو بھول بیٹھا ہے، اور اپنی ذمہ داری ادا کرنے سے نظر پھیر رکھا ہے اور

جب صرف نظر کر لیتا ہے تو پھر اس کے ساتھ وہی حال ہوتا ہے جو آج ہو رہا ہے اور جو تمہاری نظروں سے گذر رہا ہے، ہر طرف شور ہے کہ مسلمان تباہ و برباد کئے جا رہے ہیں، جس طرف نظر ڈالئے مسلمانوں کو کمزور و ناتوا ں کرنے کی سازشیں ہو رہی ہیں، ہم انتہائی ذلّت و خواری، افلاس و ناداری، بے کسی و بے بسی میں مبتلا نظر آتے ہیں، کیوں؟ صرف اسلئے کہ نہ زور قوت ہے نہ زور دولت، نہ عادات اچھی، نہ اخلاق اچھے، نہ اعمال بہتر، نہ کردار شریعت کے مطابق۔ ہر برائی ہم میں موجود اور ہر بھلائی سے کوسوں دور اپنی اور دوسروں کی تربیت روح سے بے فکر، حالاں کہ قرآن نے صاف کہدیا ہے و للہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین کہ عزت اللہ اور رسول اللہ اور مسلمانوں، مومنوں ہی کے لئے ہے جیسا کہ چودہ سو سال قبل شفیق پیغمبر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۳ سال کے قلیل عرصہ میں بنی نوع انسانی کو اس معراج ترقی پر پہونچایا کہ تاریخ عالم اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اور رشد و ہدایت کی وہ مشعل مسلمانوں کے ہاتھ میں دی کہ جس کی روشنی میں مسلمان ہمیشہ ترقی اور عروج پر رہے مسلمانوں کی چودہ سو سالہ زندگی اس بات پر شاہد ہے کہ مسلمانوں نے صدیوں اس شان و شوکت کے ساتھ دنیا پر حکومت کی کہ مخالف قوت و زور بازو کو پاش پاش ہونا پڑا ہے، اور ہم عزت و عظمت و شان و شوکت و دبدبہ و حشمت کے تنہا مالک تھے۔

Scanned by CamScanner

لیکن موجودہ حالات کا مشاہدہ کرنے کے بعد جب غور کیا جاتا ہے تو غور کرنے سے یہی پتہ چلتا ہے اور یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ ہم نے اپنی روح کی پرورش کرنا بھی چھوڑ دیا اور دوسروں کی تربیت روح کی فکر بھی چھوڑ دی۔ اور ہمارا تعلق خدا ورسول کے ساتھ مستحکم نہیں رہا، رابطہ اور تعلق میں کمی اور کمزوری پیدا ہوگئی، ہم نے اسلاف کے طریقوں کو بالائے طاق رکھ دیا۔ ہمارے اسلاف جس طرح دین پر عمل پیرا تھے، جس طرح خدا اور رسول کے ساتھ تعلق تھا ہم نے اسے چھوڑ دیا۔ اسی پر بس نہیں بلکہ آج تو ہم ترقی یافتہ دور اور ماڈرن ترقی کے بہی خواہ ہو گئے۔ اور اسلام کے مقدس اصولوں کا مذاق اڑانے لگے۔ اور اس شریعت مقدسہ کو ناقابلِ عمل، لغو اور بیکار گردان نے لگے تو پھر یہ حالات پیش نہیں آئیں گے تو اور کیا آئینگے! ایک جگہ بیٹھ کر، مجلس لگا کر، جمع ہوکر یہ تو ضرور کہتے ہیں کہ روز بروز لوگوں میں بے دینی چھائی جارہی ہے۔ فحش کاری وزنا کاری عام ہوتی جارہی ہے ٹی وی بازی وسینما بازی میں گھر گھر کے افراد ملوث ہیں۔ لغویات ولہویات کے دلدادہ ہوتے جارہے ہیں۔ لوگوں کو دین وایمان سے کسی بھی موڑ پر کوئی واسطہ نہیں رہا۔ لیکن یہ حالات کیوں پیدا ہوئے ؟ ان حالات کا سامنا کیوں کرنا پڑرہا ہے ؟ سارا معاشرہ ان سب برائیوں کے لپیٹ میں کیوں آگیا ؟ گھر کے ہر فرد میں یہ سب برائیاں کیوں پائی جانے لگیں ؟ اس کا علاج کیا ہے ؟ اس کو بدلنے کے لئے کیا کرنا پڑے گا؟

Scanned by CamScanner

اس کو ختم کرنے کے لئے کیا کرنا پڑے گا، اس کی تشویش و فکر اس کی خواہش ہمارے ذہنوں سے کوسوں دور جا پڑی ہے! عملی پہلو سے اس کو روکنے کیلئے کیا کرنا پڑے گا اس کی طرف قدم بالکل نہیں بڑھاتے! آخر جب مجلسوں میں اس طرح کی باتیں کیا کرتے ہیں تو پھر لوگوں کی تربیت روح کی فکر کر کے ادنیٰ سے ادنیٰ کوشش کیوں نہیں کرتے؟ ان کو دین پر عمل پیرا ہونیکی ترغیب کیوں نہیں دیتے! دینی فرائض کی اہمیت سے آگاہ کیوں نہیں کرتے گناہوں کی حقیقت لوگوں کو کیوں نہیں سمجھاتے؟ مرنے کے بعد والے حالات کی طرف ان کی توجہ مبذول کیوں نہیں کراتے؟ لوگوں کی تربیت روح کو تو چھوڑیئے کم از کم اپنی روح کی پرورش کیلئے ہاتھ پاؤں کیوں نہیں ہلاتے؟ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ تذکرہ محض برائے تذکرہ و برائے فیشن ہی کیا جاتا ہے! حالانکہ اس سے قبل جتنی بھی ہستیاں کامیاب ہوئی ہیں انہوں نے اپنی روح کی پرورش بھی کی اور لوگوں کی بھی تربیت روح کی فکر کی، اور اس کے لئے اپنا جان و مال قربان کر دیا۔ اپنا سب کچھ نچھاور کر دیا۔ وہ دین کے قیام و بقاء کے لئے۔ دین کی ترقی کے لئے مر مٹ گئے!

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے ایمان لانے کے بعد فوراً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ اب مجھے کیا کرنا پڑے گا۔ اب میں کیا کروں! حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

سے فرمایا کہ وہی کرو جو میں کر رہا ہوں! چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے لوگوں
میں دعوت الی اللہ کا کام شروع کیا اور دن بھر کیا اور شام کو ۵ آدمی لیکر
پہونچے اور کہا کہ یا رسول اللہؐ یہ میری دن بھر کی پونجی ہے، گویا آپ نے
دن بھر محنت کر کے ۵ انسانوں کو دعوت ایمان کے ذریعہ اسلام میں داخل
کیا ——— حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کیطرف حضور اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم نے بھیجا اور فرمایا کہ تم پہونچتے ہی اہلِ یمن کو دعوت و توحید
و رسالت دو! ——— اسی طرح قرآن کریم میں دوسری قوموں اور پیغمبروں
کے واقعات پیش کر کے خداوند قدوس نے امت محمدیہ کی تربیت کی ہے۔
اور امت محمدیہؐ کو دعوت دینے کا طریقہ اور طرز سکھلایا ہے یعنی انسانوں
کو دوسروں کی تربیت روح کی فکر کی ترغیب دی ہے۔
غور تو کیجئے! کہ ہُدہُد نامی پرندہ کا قرآن کریم میں ذکر کر کے اُمت کو اور
بندوں کو خداوند قدوس نے کیا سبق دیا ہے؟ اللہ تبارک و تعالےٰ نے
اس واقعہ سے ہم سب مسلمانوں کو یہی سبق دیا ہے کہ ہُدہُد جو ایک چھوٹی
سی مخلوق ہے جسکا شمار اشرف المخلوقات میں سے نہیں ہے مگر وہ بھی غیراللہ
کی پرستش کو برداشت نہیں کر سکتی، اُس میں دعوت ایمان دینے کی
اور دوسروں کی تربیت روح کی صلاحیت نہیں تھی تو جس میں دعوت
دینے کی صلاحیت تھی ان کو وہ آکر یعنی سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
اطلاع دیتی ہے۔ گویا اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو یہ سبق دیا کہ اے مسلمانو!

Scanned by CamScanner

تم تواشرف المخلوقات ہو! اور تم کو تمام انسانوں کی بھلائی کے لئے خیر
اُمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ اس لئے تم سب سے بہتر ہو! تم بھی اپنے ماحول
اور معاشرہ میں، گھر میں اور سماج میں اس قسم کی برائی دیکھو تو ان تمام
گمراہ اور آخرت سے غفلت برتنے والے انسانوں کو ان کی گمراہی سے
نکالنے کی کوشش کرو، اور آخرت کی طرف ان کی توجہ مبذول کرانے کی
کوشش کرو۔ ان کو ان کی بیماری کا احساس دلاؤ! تب ہی وہ بیماریوں
کو بیماری سمجھیں گے، اور اس سے نفرت کریں گے! گویا دوسروں کی
تربیت روحانی کی دعوت دے دیا۔ مگر افسوس کہ ہم ہُدہُد کا واقعہ
سرسری اور صرف قصہ کہانی کے طور پر پڑھ لیتے ہیں! اور اس سے
کوئی دعوتی نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

محترم بزرگو دوستو اور میرے دینی بھائیو!

ان واقعات کو بیان کرکے ان کا شمار کرنا مقصود نہیں ہے،
بلکہ یہ بتلانا ہے کہ تمام کامیاب انسانوں نے اپنی روح کی پرورش
کے ساتھ یہاں تک کہ چھوٹی سے چھوٹی مخلوق نے جس کے اندر خود
صلاحیت نہیں تھی وہ صلاحیت والوں کو بتلا کر دوسروں کی تربیت
روح کی فکر کیا ہے، اور اس کے لئے ہر قسم کی بازی لگادی ہے، اور
اس کے لئے اپنا سب کچھ نچھاور کردیا!

لہٰذا آئیے اور خود جسمانی وروحانی تربیت پاکر لوگوں کے
مربی بنکر کھڑے ہوجائیے اور گھر گھر دعوت کا پیغام پہونچادیجئے۔

Scanned by CamScanner

انشاءاللہ پروردگار عالم پورے عالم میں ہدایت کی ہوا چلادیگا! اللہ ہم سبھوں کو اس کی توفیق دے۔

آمین یارب العٰلمین۔ ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم
وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

Scanned by CamScanner

ظہور ہی ظہور یعنی بے پردگی!

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ط
امابعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ط بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط
وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلیۃ الاولیٰ واقمن
الصلوٰۃ وآتین الزکوٰۃ واطعن اللہ ورسولہ ۔ صدق اللہ العظیم ط
وقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم لعن الناظر والمنظور الیہا!

برادرانِ اسلام سامعین کرام! اللہ تبارک وتعالےٰ نے عورتوں کو حکم فرمایا کہ تم اپنے گھروں میں اطمینان سے بیٹھی رہو، اور اگلے جاہلیت کے زمانے کی طرح اپنا بناؤ سنگھار دکھاتی نہ پھرو، اور نماز پڑھتی رہو اور زکوٰۃ دیتی رہو! اور ہر معاملہ میں اللہ اور اس کے رسول جناب محمد رسول اللہؐ کی فرمانبرداری کرتی رہو! لیکن آج کی عورتوں کا بالکل عجیب حال ہو گیا ہے شریعت کچھ کہتی ہے! اللہ اور اللہ کے رسول کچھ کہتے ہیں اور عمل کچھ ہیں، اللہ تبارک وتعالےٰ نے تو فرمایا قرن فی بیوتکن ۔ اے عورتوں تم اپنے گھروں میں اطمینان سے بیٹھی رہو ولا تبرجن تبرج الجاهلیۃ الاولیٰ اور جاہلیت کے زمانے کی طرح اپنا بناؤ سنگار دکھاتی مت پھرو، لیکن عورتوں کا عمل

Scanned by CamScanner

بالکل الٹا اور برعکس ہے، وہ گھر بیٹھنے کے بجائے خوب اطمینان سے گھر کے باہر ہی گھومتی پھرتی رہتی ہیں۔ اور اپنا بناؤ سنگار خوب کھول کھول کر کھلم کھلا دکھاتی پھرتی ہیں، بلکہ سمجھتی ہیں کہ جب تک اجنبی مردوں کی نظر اس بناؤ سنگار پر نہ پڑ جائے اُس وقت تک بناؤ سنگار میں لگے ہوئے روپئے بیکار چلے گئے ——— آگے خداوند تعالیٰ نے فرمایا واقمن الصلوٰۃ اور نماز پڑھتی رہو! لیکن نماز پڑھنے کی فرصت کہاں؟ جب بھی دیکھئے محلّے کی پاس پڑوس کی، ہاں میں ہاں ملانے والی دس پانچ عورتیں مجلس لگا کر بیٹھ گئیں اور ابھی اُس کی غیبت شروع کردیں! اللہ اور اللہ کے رسولؐ کو، زمانے کو کوسنا شروع کردیا۔ شوہر کی برائیوں کو بیان کرنا شروع کردیا، تو پھر نماز پڑھنے کی فرصت کب اور کیسے ملے؟ شریعت زندگی کے ہر موڑ پر بھلائی چاہتی ہے، لیکن عمل و کردار یہ بتلا رہا ہے کہ خیر و بھلائی پسند ہی نہیں ہے!

آگے فرمایا واٰتین الزکوٰۃ اور زکوٰۃ دیتی رہو! لیکن اس میں بھی عمل شریعت کے خلاف ہے! بلکہ اس زمانے کی عورتیں کو تو زیورات سے سونے چاندی سے، روپے پیسے سے اتنی محبت ہوگئی ہے کہ تقریباً اکثر عورتوں پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے لیکن وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتیں۔ غور کرتے جایئے معلوم ہوتا جائیگا کہ تقریباً شریعت کے ہر کاموں میں عمل بالکل الٹا ہے، شریعت کہتی ہے کہ بھلائی کو اختیار کرو! لیکن معاشرہ برائی ہی کو اختیار کرتا جارہا ہے، شریعت جس کام سے منع کرتی ہے اُسی کو کیا جاتا

Scanned by CamScanner

ہے۔ آگے خداوند قدوس نے فرمایا واطعن اللہ ورسولہ اور اے عورتوں تم ہر معاملہ میں اللہ اور اس کے رسول جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری کرتی رہو!

مُحترم بزرگو اور دوستو! آج کے زمانے کی طرح جاہلیت کے زمانہ میں بھی اسلام آنے سے پہلے بھی عرب میں ایسا رواج تھا کہ عورتیں بن ٹھن کر مکمل بناؤ سنگار کر کے مردوں کے ہجوم میں گھومتی پھرتی تھیں۔ بناؤ سنگار کی ترکیبیں بھی عجیب تھیں! دوپٹہ اس طرح اوڑھتی تھیں کہ چھاتی کا اُبھار انوکھی شان سے اُبھر آتا۔ گلے کا ہار اور دوسرے زیورات پہنکر اس طرح چھما چھم اداؤں سے چلتیں کہ مردان کی شان وشوکت دیکھ کر حیران و ششدر رہ جاتے! ہمارے زمانہ میں بھی ہو بہو اسی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہو رہا ہے، یہ شادی کے جلسے، ٹی پارٹیاں، سینما، تھیٹر، گارڈن، باغ باغیچہ عید کے اجتماع اور کھیل تماشوں میں جا کر دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ مسلم خواتین کی شرم وحیا نے کیا حال بنا رکھا ہے۔ اور زمانۂ جاہلیت کی عورتوں سے کتنا فاصلہ رہ گیا ہے ـــــــ

محترم سامعین کرام! مذکورہ بالا آیت سے دو باتیں واضح طور پر معلوم ہوتی ہیں! ایک تو یہ کہ عورت کے لئے کام کرنے کا اصل میدان گھر ہے۔ نہ کہ گھر کے باہر، اسلئے سخت ضرورت کے بغیر جو اس سے متعلق

Scanned by CamScanner

نہ ہوں ایسے کاموں میں شرکت کے لئے باہر نکلنا یا سیر سپاٹے، کھیل کود، پکنک اور دوسرے تماشوں میں جانا اور نازو ادا کے ساتھ مردوں کو اپنا سنگار دکھلانے کے لئے نکلنا یہ سب باتیں ناجائز اور حرام ہیں ——— !

دوسری بات یہ کہ اسلام آنے سے پہلے زمانۂ جاہلیت کی عورتوں میں یہ سب برائیاں موجود تھیں ! اسلام نے آکر ان سب برائیوں کی اصلاح کی، خرابیوں کی جڑ میں کلہاڑا مارا، جاہلیت کے رسم و رواج کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیئے اور پاک وصاف زندگی گذارنے کے طور وطریق بتلائے اس لئے ایک عورت کے لئے اسلام کا بتلایا ہوا صحیح طریقہ وہی ہے جو آیت کریمہ میں ذکر کیا گیا اور اسی طریقہ پر مسلمان عورتوں کو چلنے کی تعلیم دی گئی ہے، اب اگر کسی مسلمان عورت میں اس طریقہ کے خلاف کوئی بات دیکھی جائیگی یوں نہیں کہا جائیگا کہ اُس نے ترقی کر لیا ہے۔ یہ نہیں کہا جائے گا کہ وہ عاقلہ بن گئی ہے ! بلکہ یوں کہا جائیگا کہ اُس نے زمانہ جاہلیت کا غیر اسلامی طریقہ اپنا لیا ہے، اور شریعت کے احکام کو چھوڑ بیٹھی ہے ! لیکن پتہ نہیں کہ اس زمانہ کے عقلاء کی عقل کو کیا ہو گیا ہے کہ انہوں نے بے پردہ ہو کر گھومنے ہی کو ترقی کو منحصر کر دیا ہے۔

ارے بھائی غور تو کیجئے کہ گھر میں ایک دو روٹی بچ جاتی ہے تو اسکو کپڑا میں لپیٹ کر رکھتے ہیں! تاکہ چوہا بلّی نہ کھا جائے! ایک پاؤ دودھ کو چھپا کر رکھتے ہیں تاکہ بلّی نہ پی جائے۔ ایک سو گرام گھی کو بند کر کے رکھتے

ہیں تاکہ گرد وغبار نہ پڑجائے اتنی چھوٹی چھوٹی چیزوں کی تو اتنی اہمیت کہ
اس کو چھپا چھپا کر رکھا جاتا ہے اور جس کو زیادہ چھپانے کی ضرورت ہے
جسکو شریعت نے چھپانے حکم دیا ہے اس کو کھلم کھلا یونہی لگام بے مہار
کی طرح چھوڑ دیا! اور حیرت تو یہ کہ اس میں ترقی کو بھی منحصر کر دیا۔!
حالانکہ اگر ان عقلاء کے گھر کوئی اچانک بغیر اجازت داخل ہو جائے
تو فوراً وہ شور مچانے لگیں گے مارو! پیٹو! بھگاؤ کون بغیر اجازت میرے
گھر میں داخل ہو گیا، اگر بے پردگی ہی میں ترقی ہے تو پھر عقلاء زمانہ گھر
میں داخل ہونے پر کیوں شور مچاتے ہیں! اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پردہ انسان
کی فطرت میں داخل ہے انسان کی طبیعت میں داخل ہے لیکن عقلاء زمانہ اس کے باوجود
ترقی کا راز بے پردگی اور کھلم کھلا گھومنے ہی پھرنے میں منحصر کردیا ہے۔
یا اللہ عقلاء زمانہ کو، ماڈرن ترقی کے بہی خواہوں کو تو سمجھ بوجھ دے۔

محترم حضرات! جس شخص نے قرآن و حدیث کا تھوڑا بھی مطالعہ
کیا ہوگا وہ اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ ہماری سماجی زندگی سے متعلق
جو معاملات قرآن و حدیثوں میں پوری تفصیل سے بیان ہوئے ہیں اُن میں سے
ایک پردہ کا بھی معاملہ ہے، جس طرح نکاح طلاق وغیرہ کی تمام اصولی باتیں اور
اصولی امور قرآن و احادیث میں بیان کئے گئے ہیں اور پھر اس کی ضروری تفصیل
حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادی ہے، اسی طرح پردہ سے
متعلق بھی تمام اصولی امور خود قرآن پاک میں موجود ہیں اور اسکی ضروری
تفصیل حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے، اس لئے پردہ کو محض

مولوی ملاؤں کی ڈینگیں اور ڈھکو سلے قرار دینا یا بدترین قسم کی جہالت ہے یا پھر بدترین قسم کی بے باکی ہے جس کو بے حیائی اور بے شرمی سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

محترم بزرگو دوستو اور میرے دینی بھائیو! پردہ اور حجاب تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کا ایک مشترکہ حکم رہا ہے۔ اور تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شریعتوں میں فرض رہا ہے۔ جس کو کسی زمانے میں بھی روا نہیں رکھا گیا! سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر خاتم الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک کسی زمانہ میں بھی اس بات کو درست نہیں سمجھا گیا کہ عورت اور مرد میں کھلم کھلا اختلاط اور میل ملاپ ہو، یہ تو انبیاء کی شریعت اور ان کی مذہب کی باتیں تھیں۔ دنیا کے عام شریف خاندانوں میں بھی ایسے اختلاط اور بے پردگی کو درست نہیں سمجھا گیا!۔ حجاب اور پردے کا سب سے پہلا حکم حضرت زینب بنت جحش رضؓ کے نکاح کے وقت ہوا سب سے پہلے پردہ کی آیت اسی موقع پر نازل یا ایھا الذین امنوا لا تدخلوا بیوت النبیؐ الا ان یوذن لکم الی طعام غیر نظرین انٰہ ولکن اذا دعیتم فادخلوا فاذا طعمتم فانتشروا الایۃ جس کی اصولی ہدایت اس طرح ہے - اے ایمان والو تم نبیؐ کے گھروں میں یونہی بغیر بلائے نہ جایا کرو! البتہ اگر وہ تم کو کھانے کے لئے بلائیں تو اجازت لے کر جاؤ مگر اس طرح نہیں کہ کھانا تیار ہونیکے

Scanned by CamScanner

انتظار میں پہلے ہی سے وہاں جاکر بیٹھے رہو! بلکہ جب بلائیں تب جاؤ! واقعتاً یہ بات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دے رہی تھی پھر بھی اخلاقاً یہ بات کہتے ہوئے شرماتے تھے لیکن اللہ پاک حق بات کہنے سے نہیں شرماتا اس لئے خداوند قدوس نے فرمایا کہ اگر تم کو پیغمبر کی بیویوں سے کوئی چیز مطلوب ہو تو پردہ کی آڑ سے طلب کرو! کیونکہ یہ طریقہ تمہارے اور انکے دلوں کے لئے زیادہ پاکیزہ ہے! یہ آیت تو اسی نکاح کے موقع سے نازل ہوئی جبکہ صحابۂ کرام نے حضرت زینب بنت جحش رضؓ کے نکاح کے بعد ولیمہ کے موقع سے حضورؐ کے گھر میں اڈا ڈال دیا تھا! لیکن اس میں پوری اُمت کو ادب سکھلایا گیا ہے! اور مردوں کو عورتوں کے ساتھ کھلم کھلا اختلاط اور میل ملاپ سے منع کیا گیا ہے!

قرآن پاک کے اندر پردہ اور اس کی تفسیرات سے متعلق، ۷ آیتیں اور تقریباً ۷۰ حدیثیں نازل ہوئی ہیں، جنکی تفصیل کا موقع نہیں، لیکن سب سے پہلے جو پردہ کا حکم نازل ہوا اُس حکم کے نازل ہونے سے پہلے بھی شریف خاندانوں میں اور نیک لوگوں میں بے پردگی کہیں نہیں تھی! قرآن کریم میں جس جاہلیت اولیٰ اور عورتوں کے تبرج وظہور اور بے پردگی کا ذکر ہے وہ بھی عرب کے شریف خاندانوں اور نیک لوگوں میں نہیں تھی بلکہ یہ ظہور لونڈیوں اور آوارہ عورتوں میں تھا عرب کے شریف خاندان اسکو معیوب سمجھتے تھے! عرب کی پوری تاریخ اس بات پر شاہد ہے! خود

Scanned by CamScanner

ہندوستان میں ہندو دھرم اور دوسرے مشرکانہ مذاہب میں بھی عورتوں اور مردوں کے درمیان کھلم کھلا اختلاط اور میل میلاپ گوارہ نہیں تھا، آج کی دنیا میں جو آزادانہ مردوں اور عورتوں کا میل ملاپ ہے اور زندگی کے ہر شعبہ میں مردوں کے بے تکلف اختلاط، ضیافتوں اور انجمن کلبوں میں بے تکلف ملاقاتوں کا جو یہ سلسلہ ہے یہ صرف یوروپین اقوام کی بے حیائی اور فحاشی کی پیداوار ہے! ماضی کے اندر خود ان قوموں میں بھی یہ باتیں نہیں تھیں اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پردہ اور حجاب انسان کی یہ فطری چیز ہے اور فطری جوہر ہے جو اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ عورتیں مردوں سے الگ تھلگ رہیں!

محترم سامعین کرام! عصمت و آبرو کی حفاظت کے لئے ہمارا یہ خدائی پیغام اسلام قدم قدم پر ہماری رہبری کرتا ہے، اسلام ہمیں اس بات سے منع کرتا ہے کہ مرد و عورت کا آپس میں اختلاط ہو، یہ اختلاط اور میل ملاپ اسلام کے نزدیک ایک بہت بڑا جرم اور فساد کا گھر ہے! مرد و عورت کا آپس میں مل کر، ایک مجلس میں بیٹھ کر باتیں کرنا، دعوت میں مل جل کر بیٹھنا اور تقریبات میں ایک ساتھ شریک ہونا یہ سب باتیں اسلامی امور د تہذیب کے خلاف ہیں! اسلام نے مرد و عورت کے باہمی اختلاط کو واضح طور پر منع کر دیا ہے، اسلام نے مردوں کو اس بات کا حکم دیا کہ اپنی عورت کے علاوہ دوسری عورتوں سے تنہائی میں ملنا ایک جرم ہے!

چنانچہ حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہیکہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! خبردار! عورتوں کے پاس تنہائی میں مت جاؤ! انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلعم! دیور اور جیٹھ کے متعلق کیا حکم ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ تو موت ہے۔ یعنی اس کے اندر تو سب سے زیادہ خطرہ ہے!

محترم حضرات! ان باتوں سے اتنی بات صاف طور پر معلوم ہوتی ہے کہ قرآن وحدیث کا جو اصل مطلوب ہے وہ یہ کہ عورتوں کا وجود اور اُن کی ہر ایک نقل وحرکت مردوں کی نظروں سے مستور ہو اور چھپا ہوا ہو جیسا کہ اسلام نے قدم قدم پر روک لگایا ہے اور مسلمان عورتوں کی عصمت آبرو کا لحاظ رکھا ہے! دُعا کریں کہ خداوند قدوس ہم سبھوں کو ان تمام خرابیوں اور بے پردگی کو مٹانے کی توفیق دے اور ہمارے گھروں میں اللہ تعالیٰ پردہ کی رواج کو عام فرمادے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

حسد ایک ناسور!

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ - امابعد
فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ط بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط
ام یحسدون الناس علیٰ ما اتاھم اللہ من فضلہ فقد
اٰتینا ال ابراھیم الکتاب والحکمۃ واٰتینھم ملکا عظیما ط
فمنھم من اٰمن بہ ومنھم من صد عنہ وکفی بجھنّم سعیرًا ط
وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحسد یاکل الحسنات کما تاکل
النار الحطب، وفی موضع اخر الحاسد کالمجاھد مع اللہ
اوکما قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ط

معاشرہ کی سب سے بڑی خرابی اور بیماری حسد کے موضوع پر کچھ بولنے کی جسارت کر رہا ہوں، دُعاء فرمائیں کہ حق جل مجدہٗ کہنے اور سننے سے زیادہ عمل کی توفیق بخشے!

محترم بزرگو دوستو اور میرے دینی بھائیو! اللہ تبارک وتعالےٰ نے دنیا کے اندر انسانوں کو محض عبادت کے لئے پیدا فرمایا اور اسکے

ذریعہ بندوں کو آزمایا کہ کون انسان اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے احکامات کی مکمل اتباع کر کے اپنے مستقبل یعنی آخرت کو روشن کر لیتا ہے، اور رب چاہی زندگی گذار کر اپنے رب کی خوشنودی حاصل کرتا ہے، اور کون اپنی من مانی و من چاہی زندگی گذار کر اپنی دنیا و آخرت کو برباد کر لیتا ہے اور توشۂ آخرت سے غافل ہو جاتا ہے اور سب سے بڑی نعمت اپنے پروردگار کی خوشنودی سے محروم ہو جاتا ہے، اس کی تربیت کیلئے اپنے حبیب جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

محترم حضرات! انسان کے اندر دو بیماریاں ہیں جسمانی، روحانی، ان دونوں بیماریوں کا معالج اور سب سے بڑا سارجن بنا کر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ جسمانی بیماریوں کے بھی آپ معالج تھے جیسا کہ احادیث کی کتابوں میں مستقل ابواب الطب کا ذکر کیا جاتا ہے، اور روحانی بیماریوں کے بھی آپ معالج تھے کہ اگر ان کے بتلائے ہوئے نسخوں پر عمل پیرا ہو جائے اور پرہیز یعنی نواہی و منکرات، فواحش و لغویات سے باز آجائے تو پھر امتحان کا نتیجہ اعلیٰ سے اعلیٰ ہوگا۔ ورنہ محرومی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔

روحانی بیماریوں میں حسد و بغض، کینہ کپٹ، غرور و تکبّر، غیبت چغل خوری، جھوٹ و زنا کاری حبط اعمال میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ اور یہ ساری بیماریاں انسانوں کو اپنے لپیٹ میں لے رکھا ہے جو ساری

نیکیوں کو برباد کر ڈالتی ہے، بے پونجی بنا کر رکھ دیتی ہے، خدا کے دربارِ مقبولیت سے مردود کرا دیتی ہے، بے قیمت بنا دیتی ہے اور اُن میں بھی حسد کو حبطِ اعمال و اعمال کے ضائع کرنے میں سب سے بڑا دخل ہے جسکی عکاسی رسول خدا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس قول میں فرمایا الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب ط کہ حسد نیکیوں کو اس طرح جلا ڈالتا ہے جس طرح آگ سوکھی لکڑی کو جلا ڈالتی ہے۔ غور کیجئے کہ اعمال کو ضائع کرنے میں اس حسد ناسور کا کیا کرشمہ ہے؟

محترم سامعین! حسد کسے کہتے ہیں؟ تو حسد نام ہے کسی دوسرے آدمی کے زوال نعمت کی خواہش کرنے کا، اور اس کی نعمت کو دیکھ دیکھ کر جلنے کا۔ یعنی اپنے مسلمان بھائی سے ایسی نعمت چھن جانے کے ارادہ کا نام حسد ہے جس میں اس مسلمان کے لئے بہتری و بھلائی ہو اور اس کے مقابلہ میں نصیحت ہے، کہ اگر مسلمان کے لئے ایسی نعمت کے باقی رہنے کا خیال رکھے اور خواہش رکھے تو اس خیال کا نام نصیحت ہے، خیر خواہی ہے اور اگر زوال نعمت کا ارادہ نہ رکھتا ہو، اس کی نعمت کو دیکھ کر نہ جلتا ہو، بلکہ یہ چاہتا ہو کہ اُس انسان کی طرح میں بھی مالدار ہو جاؤں، اس عالم کی طرح میں بھی پڑھ لکھ کر علامہ بن جاؤں، اُس کی طرح میں بھی حویلی والا بن جاؤں، میرا بھی باغ و بہار ہو جائے۔ ساری

سہولیات فراہم ہوجائیں! تو یہ حسد نہیں بلکہ غبطہ ہے جس کو ہم رشک کرنے سے تعبیر کرتے ہیں اس کو شریعت نے جائز قرار دیا ہے کہ کوئی آدمی اگر رشک کرنا چاہے تو کرسکتا ہے اور یہ جائز ہے، یہاں تک کہ شریعت نے کہا کہ اگر کوئی ایسا انسان ہے جو اللہ کی دی ہوئی نعمت کو ظلم وستم میں خرچ کرتا ہے شراب خوری و زناکاری میں خرچ کرتا ہے۔ جوابازی و فحش کاری میں خرچ کرتا ہے، اپنے مال ودولت کو لغویات ولہویات میں گنواتا ہے تو ایسے شخص پر حسد کرنا جائز ہے۔ ایسے شخص سے مال چھن جانے کی آرزو وتمنا کرنا جائز ہے، اور اس کی نعمت کے زوال کی خواہش کرنا جائز ہے۔ کیونکہ درحقیقت ایسے شخص سے مال چھن جانے کی آرزو وتمنا نہیں ہے، بلکہ یہ آرزو، یہ خواہش اس کے فحش کاری، زناکاری، شراب خوری اور برائیوں سے بچنے کی آرزو وخواہش ہے۔

محترم بزرگو اور دوستو! حسد بہت بری شے ہے، حاسد دوسروں کے زوالِ نعمت کی تمنا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نگاہ میں مبغوض ہے۔ حاسد دوسروں کی نعمت کو دیکھ کر جلتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی نگاہ میں ناپسندیدہ شخص ہے ــــــ

جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: الحاسد کالمجاھد مع اللہ) کہ حاسد اللہ سے لڑائی کرنے والی کی طرح ہے! کیونکہ ایک طرف تو اللہ تعالےٰ کسی شخص کو اپنی نعمت عطا کرنا چاہتا ہے

اور عطا کرتا بھی ہے، مال و دولت سے نوازنا چاہتا ہے اور نوازتا بھی ہے اور اپنے فضل سے سرفراز فرمانا چاہتا ہے اور فرماتا بھی ہے اور دوسری طرف حاسد مبغوض یہ تمنا کرتا ہے اور اس کوشش میں لگا رہتا ہے کہ محسود کی اور دوسرے شخص کی نعمتیں کسی طرح ختم ہو جائیں، کسی طرح نیست و نابود ہو جائے یہی تو اللہ تعالےٰ سے لڑائی ہے۔ اس سے بڑھ کر لڑائی اللہ کے ساتھ اور کیا ہو سکتی ہے ——

حضرت زکریا علیہ السلام سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ پروردگار عالم نے فرمایا حسد کرنے والا میرا دشمن ہے! کیونکہ وہ میرے حکم پر غصہ کرتا ہے، اور میری اس تقسیم کو ناپسند کرتا ہے جو میں نے اپنے بندوں میں تقسیم فرمائی ہے۔

محترم سامعین! غور کریں کہ آخر حسد پیدا ہونیکا سبب کیا ہے؟ جو مسلم معاشرہ کو اپنے لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ اور روز بروز لوگوں کے دلوں میں گھر کرتا چلا جا رہا ہے، اور نیکیوں کو اعمال حسنہ کو برباد کرنا چاہتا ہے۔ بے قیمت بنانا چاہتا ہے، غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ حسد کے پیدا ہونیکا سبب یا تو غرور و تکبر ہے یا عداوت و دشمنی جس کی وجہ سے دوسرے بھائی کی نعمت و مال و دولت، ثروت و عظمت کو دیکھ کر کڑھتا ہے اور ناخوش ہوتا رہتا ہے! یا خباثت نفس کی وجہ سے حسد لوگوں کے دلوں میں جھانکنے لگتا ہے اور چاہتا ہے کہ جس طرح میں کسی کو کچھ نہیں دیتا

اسی طرح حق تعالےٰ بھی دوسروں کو اور بندوں کو کچھ نہ دے! جیسا کہ قرآن کریم کی آیت سے معلوم ہوتا ہے جسکو میں نے شروع میں پڑھا ہے!

اَم یحسدون الناس علی ما اتاھم اللّٰہ من فضلہ فقد اٰتینا اٰل ابراھیم الکتاب والحکمۃ وآتیناھم ملکا عظیما۔ فمنھم من اٰمن بہ ومنھم من صد عنہ وکفی بجھنم سعیرا۔

یعنی یہودیوں کا گمان اور خیال یہ تھا کہ پیغمبری اور دین ودنیا کی سرداری ہماری میراث ہے! اور ہم ہی اس کے لائق ومناسب ہیں! اور کہا کرتے تھے کہ حکومت وبادشاہت ہماری ہی لئے ہے! لیکن یہ ساری نعمتیں اللہ تبارک وتعالےٰ نے اپنے حبیب شفیق پیغمبر جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا، اور آپ کے اصحاب کو عطا فرمایا، جس کی وجہ سے یہ یہود جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب پر حسد کرنے لگے، اور جو فضل وانعام اپنے حبیب اور حبیب کے اصحاب پر فرمایا تھا اسے دیکھ دیکھ کر حسد میں مرنے لگے! لہٰذا اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ یہ تو ان کی بیہودگی ہے! یہ حسد بلاوجہ حسد ہے! کیوں کہ ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھرانے ہی میں کتاب وعلم اور حکومت وبادشاہت، سلطنت وعظمت عنایت کی ہے اور ہمیشہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھرانہ ہی میں بزرگی دی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اب بھی اُسی گھرانے میں ہیں تو پھر کیوں

یہ حسد کرتے ہیں، کیسے انکار کرتے ہیں! اخیر میں فرمایا کہ اگر یہ یہود حسد کرتے ہی رہے اور آپ کی نبوت و بزرگی کا انکار کرتے ہی رہے تو ان کو جلانے کے لئے دوزخ کی بھڑتی ہوئی آگ کافی ہے! وکفی بجھنم سعیرًا ط

برادران اسلام! حسد بہت بُری چیز ہے، حسد انسان تکبر و غرور کیوجہ سے کرتا ہے جو اللہ کی نگاہ میں مبغوض ہے، حسد انسان۔ عداوت و دشمنی کی وجہ سے کرتا ہے جو اللہ کے نزدیک غیر محبوب ہے! حسد انسان نفس کی خباثت کیوجہ سے کرتا ہے جو اللہ کے دربار میں وہ مردود ہے!

لہٰذا اس سے بچنے کی ضرورت ہے، جیسا کہ خداوند قدوس نے لوگوں کو حاسد کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم ہے! ومن شر حاسد اذا حسد ط اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے مامون و محفوظ رکھے!!

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے حسد سے بچنے کے لئے دو تدبیریں اور دو علاج بتلائے ہیں، ایک علمی علاج! اور دوسرا عملی علاج! علمی علاج تو یہ ہے کہ حاسد یہ سمجھے کہ اس نے جسپر حسد کیا ہے انکا کچھ بھی نہیں بگڑتا بلکہ اس کے لئے تو اور نفع ہے کہ حاسد کی نیکیاں مفت میں اس کے ہاتھ آرہی ہیں! اور اسی کے نامۂ اعمال میں لکھی جارہی ہیں۔ گویا حاسد کا حسد خود اسی کو نقصان پہنچا رہا ہے۔ دینی نقصان بھی

Scanned by CamScanner

اور دنیوی نقصان بھی، دین کا نقصان تو یہ ہے کہ حاسد کے کئے ہوئے اعمال ضبط ہوتے جا رہے ہیں، برباد ہوتے جا رہے ہیں! بے قیمت بنتے جا رہے ہیں! اور حق تعالیٰ کے غصّہ کا نشانہ بنا ہوا رہتا ہے! اور دنیوی نقصان یہ ہے کہ حاسد ہمیشہ رنج و غم میں مبتلا اور اسی فکر میں گھلتا رہتا ہے کہ کس طرح فلاں شخص کو ذلت و افلاس نصیب ہو، فلاں شخص کا شیرازہ بکھر جائے اور عذاب آخرت سر پر رکھ لیتا ہے اور آرام و راحت کی زندگی کو رخصت کر کے دنیوی پریشانیوں، مصیبتوں اور ہر طرح کی دنیوی کوفت کو خرید لیتا ہے! اور اس میں گرفتار رہتا ہے!

اور عملی اصلاح یہ ہے کہ حاسد محسود کی خوب تعریفیں بیان کرے اور اس کے سامنے تواضع اور اس کی نعمت پر خوشی و مسرت کا اظہار کرے۔ اس کے ساتھ دوستی و موالات کا برتاؤ کرے۔ اور مومن بھائی ہونے کے ناطے سے اس کے حقوق کا تصور کرے، اس کے مرتبہ کی بلندی اس کے جاہ و حشمت کی رفعت اور اس کی عزت و عظمت کو نگاہ میں رکھے، اس کے ساتھ جمعہ و جماعات میں شرکت کرے، اور شرکت کے کیا فائدے ہیں اس کا خیال کرے، یہ تمام کی تمام چیزیں حاسد کو اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے ساتھ خیر خواہی پر اُبھارتی ہیں اور آمادہ کرتی ہیں! جب چند ہی روز حاسد ایسا کرے گا تو محسود کے ساتھ

محبت ہو جائیگی، عداوت ختم ہو جائے گی۔ اور جب عداوت ختم ہو گی تو حسد باقی نہ رہے گا۔ اور اس رنج و غم سے نجات مل جائے گی جس میں حاسِد مبتلا رہتا تھا۔

محترم بزرگو دوستو اور میرے دینی بھائیو! آج ہم عہد کریں کہ حسد کو ہم اپنے دل میں جگہ نہ دیں گے۔ کیونکہ حسد ایسا مرض ہے جس سے دین و دنیا دونوں کا نقصان ہوتا ہے اور حاسد اللہ کی نگاہ میں مبغوض و مردود ہو جاتا ہے، عند اللہ اس کا کوئی مرتبہ باقی نہیں رہتا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوستوں میں سے ایک کا انتقال ہوا تو اللہ تبارک و تعالےٰ نے تمام فرشتوں کو اس کی روح کے استقبال کرنے کا حکم فرمایا اور کہا کہ اس روح کو جنت کی خوشخبری دیدی جائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مناجات کی کہ خداوندا بادشاہا آخر وہ کونسا عمل ہے جس کی وجہ سے اُس کو اس مرتبہ پر پہونچایا ہے۔ باری تعالےٰ نے فرمایا پانچ کاموں کی وجہ سے، ایک یہ کہ کینہ سے اس کا دل صاف تھا۔ دوسرا یہ کہ اس کے اندر سخاوت کی صفت تھی، تیسرا یہ کہ کسی کی غیبت کرنا اس کا پیشہ نہیں تھا، چوتھا یہ کہ اس کے اندر طمع و حرص نہیں تھی۔ پانچواں یہ کہ حسد و بغض جیسے مہلک مرض سے اس کا دل پاک و صاف تھا ——— میرے دوستو غور کرنیکا مقام ہے کہ ان مہلک امراض سے بچنے کیوجہ سے خدا کے یہاں کس درجہ کی مقبولیت حاصل ہوئی!

اے ایمان والو! حسد بہت بڑی بیماری ہے۔ حسد مہلک

مرض ہے حسد میں دین و دنیا دونوں کا نقصان ہے۔ اسی حسد کی وجہ سے ابلیس ہمیشہ کیلئے دربارِ خداوندی سے مردود و مبغوض ہوگیا! اور محسود آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ کے لئے با نصیب و مسعود ہوگئے! اسی حسد نے قابیل کی قسمت میں ہمیشہ کیلئے شقاوت و بدبختی لکھدی، اور ہابیل کی قسمت میں سعادت و نیک بختی لکھدی! پتہ چلا کہ حسد و بغض سب سے زیادہ بری شئے ہے، کیونکہ اس میں مسلمانوں کی بدخواہی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ کہ تم میں سے کوئی مومن اُس وقت تک نہیں ہوسکتا جبتک کہ اپنے مسلمان بھائیوں کیلئے وہ چیز نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔ لہٰذا چاہئے کہ ہم اپنے لئے جو چیز پسند کریں وہی اپنے دوسرے بھائیوں کے لئے بھی پسند کریں۔

دُعا کیجئے کہ خداوند قدوس حسد جیسا مہلک مرض سے نجات دے اور بچائے، اور ہم سبھوں کو محفوظ رکھے! اور اپنی مرضیات پر چلائے! آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العٰلمین ط

ہم اپنے معاشرہ کا جائزہ لیں!

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد۔ قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم۔

اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ اوکما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

محترم بزرگو دوستو! اور میرے دینی بھائیو!

اللہ رب العزت کے انعامات واحسانات میں سب سے بڑا انعام اور عظیم احسان یہ ہے کہ اس نے ہم سبھوں کو ایک اسلامی گھرانے میں پیدا فرما کر ہمیں مسلمان بنایا اور جناب محمد رسول اللہ کی امت میں پیدا فرمایا۔

برادران اسلام! ہم سارے انسان ایک ماں باپ کی اولاد ہیں سارے مسلمان بھائی بھائی اور مسلمان عورتیں آپس میں بہنیں بہنیں ہیں!

ہم سبھوں کو سب سے پہلے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ دین اسلام اور اسلامی شریعت کی بنیاد جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وہدایت پر ہے، یعنی اللہ تبارک وتعالےٰ کی طرف سے جو علوم اور احکام آپ لائے جو قرآن وحدیث میں محفوظ ہیں وہی دین اسلام کی اساس اور بنیاد ہیں۔ پھر اُن میں سے کچھ کا

Scanned by CamScanner

تعلق تو اعتقاد سے ہے اور کچھ کا تعلق اعمال سے، یعنی آپ کی لائی ہوئی ہدایت میں ایک حصہ تو وہ ہے جس میں کچھ ایسی حقیقتوں کو اطلاع دی گئی ہے جن کو ہم از خود نہیں جا سکتے اور ہم کو یہ حکم ہے کہ ان حقیقتوں کو ہم مانیں اور ان پر یقین رکھیں۔ یہ اسلام کا ایمانی اور اعتقادی حصہ ہے اور یہ بنیادی اہمیت رکھتا ہے، اور دوسرا حصہ وہ ہے جس میں عملی زندگی کے متعلق احکام ہیں کہ یہ کام کرو اور یہ نہ کرو! یہ اسلام کا عملی حصہ ہے، اور اس میں بہت سارے حصے اور شعبے ہیں! مثلاً عبادات کا شعبہ، معاملات کا شعبہ، معاشرت کا شعبہ، اخلاق و آداب کا حصہ وغیرہ! اسلام ان سب کو حاوی ہے! یہ اسلام ایک مکمل دین اور کامل دستور العمل ہے جس میں ایک مسلمان کے لئے زندگی گذارنے تمام تر طریقے بتائے گئے ہیں، اور پوری وضاحت کے ساتھ تمام مسائل زندگی کا احاطہ کیا گیا ہے۔

چنانچہ اسلامی شریعت میں جس طرح عقائد و عبادات کی وضاحت کی گئی ہے ٹھیک اسی طرح معاملات زندگی کی تفصیل بھی کی گئی ہے کہ انسان کو اپنی معاشرتی، اجتماعی اور تمدنی زندگی کس طرح گذارنی چاہئے اور خاندان و معاشرہ کے لوگوں کے ساتھ .... اس کے میل ملاپ، روابط اور اس کے برتاؤ کس طرح ہونے چاہئیں، تاکہ وہ ایک کامیاب زندگی گذار دنیا و آخرت میں کامیاب و سرفراز ہو، اسلام کہتا ہے کہ آپس میں مت لڑو جھگڑو، اسلئے کہ لڑنا جھگڑنا انسانیت اور اسلامی بھائی چارہ کے خلاف ہے! اسلام کہتا ہے کہ آپس میں میل ملاپ رکھو، کیونکہ

Scanned by CamScanner

لوگوں کے میل ملاپ سے معاشرہ بنتا ہے! میل ملاپ اور اتحاد جتنے پائیدار ہوں گے معاشرہ بھی اتنا ہی مضبوط اور اتحاد آفریں ہوگا اور اچھا ہوگا!
اور میل ملاپ جتنا کمزور ہوگا تو معاشرہ بھی اتنا ہی کمزور اور ناقص ہوگا! اسلام چاہتا ہے کہ ہر انسان اچھے اخلاق کا مالک ہو، بہتر بن سیر اور اعلیٰ کردار کا مالک ہو، اسلامی معاشرہ کا تقاضہ ہے کہ ہر ایک شخص دوسرے کے دُکھ درد اور خوشی کا ساتھی ہو، اسلامی معاشرہ کا تقاضہ ہے کہ ہر ایک شخص دوسرے کا ہمدرد اور خیر خواہ ہو! وہ چاہتا ہے کہ لوگ آپس میں ایک دوسرے پر اعتماد کریں۔ ان سب میں اخلاق کو بنیادی اہمیت حاصل ہے، اسلام چاہتا ہے کہ ہر ایک شخص پورے طور پر اپنے فرائض کو انجام دے اور دوسروں کے حقوق ادا کرے۔ تاکہ آپس میں کوئی اختلاف اور نااتفاقی پیدا ہی نہ ہو اور اگر انسانی کمزوری کیوجہ سے، خواہشات کی غلبہ کیوجہ سے، یا شیطان کے اکسانے کیوجہ سے، شیطانی وساوس کی وجہ سے آپس میں کوئی اختلاف پیدا ہو جائے، کوئی نااتفاقی و کشمکش ہو جائے، کوئی جھگڑا اُٹھ کھڑا ہو، یا دلوں میں نفرت کے جذبات بھڑک اٹھیں تو جلد سے جلد غلطی محسوس کر کے معاملہ رفع دفع کر لینا چاہئے، اپنے قصور کا اعتراف کر لینا چاہئے اور بلا جھجک معافی طلب کر لینی چاہئے۔ باہم جھگڑا لڑائی ہو جانا کوئی ایسی بعید بات نہیں ہے جب لوگ ایک ساتھ رہتے ہیں تو ایسا ہو ہی جاتا ہے، البتہ ناچاقی و نااتفاقی کے بعد صلح و صفائی اور میل ملاپ میں دیر کرنا، سلام کلام ملنا جلنا چھوڑ دینا، نفرت اور کینہ سینوں میں پالنا

سامنے ہونے پر ایک دوسرے سے کترا جانا یا منہ پھیر لینا بہت بری بات ہے، ایسی حرکتوں سے خدا سخت ناراض ہو جاتا ہے، اور یہ سب باتیں اسلامی معاشرہ کے اندر انتہائی مذموم اور قابلِ ملامت ہیں، اور نا اتفاقی و اختلاف کے بعد صلح نہ کرنے والا شخص اسلامی معاشرہ کے لئے کلنک کا ایک ٹیکہ ہے، در اصل اسلامی معاشرہ صرف ضابطہ اور قانون کے بل پر قائم ہو ہی نہیں سکتا ہے، اسلامی معاشرہ تو اعلیٰ اسلامی اخلاق کی بنیادوں پر تعمیر ہوتا ہے۔

نبی اکرم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا!
بعثت لاتمم مکارم الاخلاق ط میں بہترین اور اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کیلئے بھیجا گیا ہوں، دوسری جگہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کامل ترین ایمان والے مومن وہ ہیں جنکے اخلاق اچھے ہوں۔ نیز فرمایا! مومن کے اعمال میزان میں رکھے جانے والے میں سب سے زیادہ وزن دار چیز اُس کا اخلاق ہو گا! اخلاق کی یہ اہمیت اسلامی تعلیم میں تو اسی لئے ہے کہ اُس کے بغیر ایک پاکیزہ معاشرہ قائم ہی نہیں ہو سکتا۔

محترم حضرات! اسلامی معاشرہ کسی کے دین و ایمان اور اُس کے اخلاق و کردار کو جانچنے کی ایک کسوٹی ہے۔ اگر کسی نے نادانی یا انجانے پن میں ایسی کوئی حرکت کر دی ہے جو اسلامی معاشرہ کے اندر انتہائی درجہ کی قبیح حرکت ہے تو توبہ کر لینے کے بعد قابلِ معافی ہو سکتی ہے

Scanned by CamScanner

مگر جان بوجھ کر اس قبیح حرکت اور قابلِ ملامت رسم پر اصرار کرنا ایک بدترین قسم کا سماجی و اخلاقی گناہ ہے اور قانونِ جاہلیت کی پیروی ہے، معاشرہ کو اخلاقی خرابیوں میں مبتلا کرنے والی سب سے اہم برائی یہ ہے کہ معاشرہ کا ماحول شہوانی ہو جائے، لوگ خواہشات کی پیروی کرنے لگیں، اور لوگوں کے ذہن و مزاج میں جنسی رجحانات کا غلبہ رہے، اس قسم کا ماحول پیدا ہو جانے کے بعد وہی صورتِ حال اور اسلامی معاشرہ کے اندر وہی خرابی پیدا ہو جاتی ہے جو آج ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ ماحول کو شہوانی بنانے اور لوگوں کے ذہنوں میں جنسی رجحانات کا غلبہ پیدا کرنے میں سینما کے شوق، عورتوں کی تصاویر، فحش لٹریچر کی اشاعت گانے بجانے کے رواج اور عورت مرد کے آزادانہ میل جول نے جو کام کیا ہے اس کا اندازہ ہم سب کو ہے۔ اسلامی معاشرہ میں ان تمام چیزوں کی روک تھام ضروری ہے، اسی لئے اسلام نے ان تمام باتوں پر پابندی لگائی ہے ان تمام چیزوں سے بغیر اجتناب کے معاشرے میں اخلاق اور پاکیزگی کا ماحول پیدا نہیں ہو سکتا۔ شریعتِ الٰہی کی یہ خصوصیت ہے کہ کسی برائی کو محض برائی قرار دیکر ہی نہیں چھوڑ دیا جاتا ہے اور نہ اس پر بس کیا جاتا ہے کہ کسی برائی کو جرم قرار دیکر اس کی سزا مقرر کر دی جائے اور اس تلاش میں رہا جائے کہ جب کسی سے کوئی قصور ہو جائے تو اسے سزا دیجائے، بلکہ اس کے برخلاف اسلامی شریعت کا رویہ نہایت ہمدردانہ، مشفقانہ اور

معاون نہ رہتا ہے، یہاں مجرموں کو سزا دینے سے کہیں زیادہ اُن کی اصلاح عزیز ہوتی ہے اور یہ کوشش کی جاتی ہے کہ لوگوں کی تعلیم اخلاق اور معاشرتی اصلاح کی وہ سب تدبیریں اختیار کی جائیں جن سے لوگوں کو برائی سے بچنے میں مدد ملے، اسلامی معاشرہ نے اُن تمام اسباب کا خاتمہ کرنے کی کوشش کی ہے جن کی وجہ سے کوئی جرم ہوتا ہے یا کسی جرم کے لئے لوگوں کے دلوں میں جذبہ پیدا کیا کرتے ہیں، مثلاً اسلامی شریعت نے زنا کو ایک ایسا جرم قرار دیا ہے کہ جس کی سزا شریعت میں موت تک ہو سکتی ہے، تو اس سلسلہ میں یہ نہیں کیا گیا کہ اس فعل کو جرم بنا کر اس کی سزا مقرر کر دی ہو بلکہ اس کے ساتھ ساتھ سوسائٹی سے سماج سے۔ ان تمام اسباب کو چن چن کو دور کرنے کا انتظام کیا ہے۔ سب سے پہلے عورتوں اور مردوں کے آزادانہ میل جول کو پردہ کے احکام دیکر ایک دم بند کر دیا، عورتوں کا نے بجانے عورتوں کی تصویروں سے دلچسپی لینے، خراب خیالات پیدا کرنے والے مضامین پڑھنے والے عورتوں کے بن سنور کر سامنے آنے اور ایسے تمام اسباب پر پابندی لگا کر لوگوں کی مدد کی گئی ہے کہ وہ جرم سے بچیں، معاشرہ کی اصلاح اور سماج کے سدھار میں اصل فیصلہ کن دنیا کے اسباب اور مادی وسائل کی طاقت نہیں ہے، بلکہ سوسائٹی کو، سماج کو گندگیوں سے پاک و صاف کرنے کے لئے اور اس کو پروان چڑھانے کیلئے اور بہتر سے بہتر سماج قائم کرنے کے لئے اصل اہمیت اخلاقی طاقت کو حاصل ہے، اصل چیز جو انسان کو گراتی اور اٹھاتی ہے

جو اسلامی معاشرہ کو بگاڑتی ہے اور جسکو اسلامی معاشرہ کی قسمت کو بگاڑنے اور بنانے میں سب سے زیادہ دخل ہے، وہ اخلاقی طاقت ہی ہے، اسلام اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دیتا ہے۔ اخلاق حسنہ کا غیر معمولی اجر بیان کرتا ہے، بدکرداری کے دنیوی و اخروی نتائج بد سے آگاہ کرتا ہے۔ انسان کو اس کے جسم یا حیوانی پہلو کی وجہ کر انسان نہیں کہا جاتا ہے بلکہ اس کے اخلاق اور شعور ہی کیوجہ سے اُسے انسان کہا جاتا ہے۔ انسان کی وہ امتیازی خصوصیت جسنے اُسے اللہ کا خلیفہ اور تمام مخلوقات میں اشرف بنایا ہے وہ انسان کا اخلاقی اختیار اور اس کی اخلاقی ذمہ داری ہی ہے، یہی وجہ ہے کہ اخلاقیات کو فرد اور معاشرہ کے بناؤ بگاڑ میں فیصلہ کن مقام حاصل ہے۔ کوئی بہترین سوسائٹی اسیوقت ہو سکتی ہے اور اسی وقت سمجھا جائیگا جبکہ اسلامی معاشرہ کے مطابق اسلامی شریعت کے مطابق عمل ہو! جبکہ انسان کے اندر ارادے کی طاقت اور فیصلہ کی قوت ہو، عزم اور حوصلہ ہو مستقل مزاجی اور ثابت قدمی ہو، حلم اور برداشت ہو، بہادری اور ہمت ہو، مستعدی اور جفا کشی ہو، مقصد کی لگن کیلئے ہر چیز قربان کردینے کا بل بوتا ہو، معاملہ فہمی اور مہربات میں غور و فکر کر کے صحیح نتیجہ نکالنے کی صلاحیت اور عادت ہو! حالات کو سمجھنے اور ان کے مطابق کام کرنیکی قابلیت ہو۔ اپنے جذبات اور اپنی خواہشات پر قابو حاصل ہو، دلوں کے موہنے اور افراد سے کام لینے کی صلاحیت ہو!

Scanned by CamScanner

محترم سامعین! اسلام نے جن باتوں کو ضروری سمجھا انکی پوری وضاحت قرآن وحدیث میں بیان کر دیا ہے! اسی لئے کہا گیا ہے کہ اسلام ہر اعتبار سے ایک مکمل دین اور ایک مکمل شریعت کا حامل ہے اور ایک بصیرت افروز بیان اور ایک حکیمانہ اصول ہے، اسلامی شریعت کے اندر ہر معاملے کو تول کر حق وباطل اور کھرے کھوٹے کا حال بخوبی معلوم کیا جا سکتا ہے، اسلامی قانون ایک اٹل محکم اور دائمی قانون ہے! جو دنیا کے دیگر تمام قوانین اور تمام شرائع میں ممتاز اور سب سے فائق نظر آتا ہے اسی بنا پر وہ ہر دور میں نوع انسانی کو بخوبی رہنمائی کرتا آرہا ہے اور کر سکتا ہے، اسلامی شریعت کی جامعیت وکاملیت ممتاز اور معجزہ دکھائی دیتی ہے۔ جو اس کے منجانب اللہ ہونیکی واضح اور ناقابل تردید دلیل ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا! الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا الآیۃ آج ہم نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو ایک بحیثیت دین کے پسند کیا۔

محترم حضرات! اسی بنا پر کہا گیا ہے کہ اسلام جیسا کامل دین اور کامل شریعت کو چھوڑ کر کوئی دوسرا دین یا کوئی دوسرا طریقہ اختیار کرنا سخت مذموم اور ناقابل ملامت فعل ہوگا! جو آخرت کے

Scanned by CamScanner

نقصان کا باعث ہوتا ہے، ومن یبتغ غیر الاسلام دینًا فلن یقبل منہ ط فھو فی الاخرۃ من الخسرین ط

اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے! ان الدین عند اللہ الاسلام یعنی مستند دین اور قابلِ اعتماد شریعت صرف اسلام اور اسلامی شریعت ہی ہے! کوئی دوسرا دین یا کوئی دوسری شریعت جسے قرآن میں قانون جاہلیت قرار دیا ہے مستند اور قابل اعتماد نہیں ہو سکتا۔

خلاصہ یہ ہے کہ اسلامی قانون اور اسلامی شریعت کے مقابلہ میں غیر اسلامی قانون اختیار کرنا ہر اعتبار سے باعث نقصان ہے اور قابلِ مذمت ہے! اسلامی شریعت کے اندر جن باتوں کا حکم دیا گیا ہے۔ انہیں ہر حال میں ادا کرنا چاہیئے۔ اور جن باتوں سے منع کیا گیا ہے اُنسے ہر حال میں اجتناب ضروری ہے!

دُعا کریں کہ خداوند قدوس ہم سبھوں کو مضبوطی کے ساتھ اسلامی قوانین واحکام کو تھامے رہنے کی توفیق دے، اور اسلامی معاشرہ کے تحت زندگی گذارنے کی توفیق مرحمت فرمائے!۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

مادر علمی دارالعلوم دیوبند کے سایۂ شفقت اور نشاط انگیز راحت میں چار سالہ طویل عرصہ گذارنے کے بعد وہ ساعت آہی گئی کہ جب دل کی ہر دھڑکن کی یہی آواز ہے ؎

خوشی کے ساتھ ہے مجھکو فراق جامعہ کا غم
وطن کو جارہے ہیں ہم مگر با دیدۂ پُر نم

اسی کے اظہار کیلئے مخلصم پیارے ساتھی سید اشرف یوسف کٹکی نے اپنا گلشن فکر الوداعی منظوم کیا ہے۔

الوداعیہ

رخصت اے جلوہ نما، اے جلوہ گر دارالعُلوم

شاد باش اے، گلشنِ علمِ نبوت شاد باش
شاد باش اے، مظہرِ گلہائے سنت شاد باش
شاد باش اے، جلوہ گاہِ دینِ فطرت شاد باش
شاد باش اے، مشعلِ راہِ طریقت شاد باش

خلوت و جلوت تیرے سیارہ تو سیماب تو
تو متاعِ ابرِ نیساں گوہرِ نایاب تو

یعنی اے چشم بصیرت کی ضیاء دارالعلوم
یعنی اے تنویرِ نقشِ مصطفےٰ دارالعلوم
یعنی اے خنجر بکف حق کی صدا دارالعلوم
قاسم و عابد کی اے بانگِ درا دارالعلوم

تو جہادِ وقت ہے سرچشمۂ احرار ہے
سرفروشوں کے جگر کا شعلۂ بلغار ہے

سارے عالم میں مہک تیری ہے تو نورس گلاب
چپّے چپّے میں تیری رعنائیاں تیرا شباب
تو دلِ امداد کے جذب دعاء کا انتخاب
تو رشید احمد کے تابندہ جگر کا آفتاب

تو حسین احمد کے سینہ کی جرأت کا امین
قطبِ عالم سے مجلّیٰ ہے تیرا فتح مبیں

انقلاب ریشمی رومال کا تو شاہکار
وادیٔ ہندوستاں تیرے ہی دم سے گلعذار
چھتّہ مسجد کا شجر تو جاوداں تیری بہار
یعنی مئے محمود و شیخ الہند کا روشن دیار

اے شبستانِ حرم کا نورِ تاباں زندہ باد
تا ابد اے کہکشانِ علم و عرفاں زندہ باد

Scanned by CamScanner

خانقاہِ تھانوی کا پُر فضا منظر ہے تو
تو سرودِ سرمدی رہوارِ بحر و بر ہے تو
سطوتِ اسلام کا شاہانہ کرّ و فر ہے تو
کوثر و تسنیم کا چھلکا ہوا ساغر ہے تو
تو ولی اللہ کا میخانۂ کیف و سرور
ہے تیری جوش قدح میں نورِ عرفاں کا ظہور
مسندِ یعقوب ہے گلگشت نظّارا ہے تو
مصحف انور ہے اک بہتا ہوا دریا ہے تو
حضرت شیخ الادب کے فن کا شہ پارا ہے تو
تو نوائے قاری طیّب، انجمن آرا ہے تو
یہ چمن یہ فصلِ گل اللہ کا انعام ہے
تیرا ہر غنچہ سدا با حالتِ احرام ہے
جانشینِ قطب عالم اسعد قطبِ زماں
جنکے جلوؤں سے تری تابانیاں تابِ جہاں
جنکا ہر نقشِ قدم بانگ رحیلِ کارواں
بزمِ جمعیت کے جو ہیں بالیقیں روحِ رواں
صحنِ جمعیت میں ہے نغمہ سرا دارالعلوم
مرحبا صد مرحبا اے پرفضا دارالعلوم

Scanned by CamScanner

اے مرے احباب مرے ہم نشین و ہمرکاب
روح فرسا جذب اخلاص و محبت کے رباب
اے دلِ پرسوز کے بیدار موجِ اضطراب
بزمِ قاسم سے اٹھو بنکر صدائے انقلاب

اپنے اسلاف و اکابر کے نشاں بن کر اُٹھو
سینۂ طوفاں سے اُبھرو بادباں بن کر اُٹھو

آہ یہ وقت جُدائی، آہ یہ شامِ اَلم
آہ یہ صحنِ گلستاں اور یہ فرقت کا غم
دیکھتے ہیں اب تجھے حسرت سے ہم باچشمِ نم
تاب گویائی رہی ہم ہیں، نہ کچھ تاب رقم

رُخصت اے صد تاشۂ قلب و جگر دار العلوم
رُخصت اے جلوہ نما، اے جلوہ گر دار العلوم

سیّد اشرف یوسف کٹکی

Scanned by CamScanner